ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۱۰

ترانہ ختم نبوت

۱۸ ذی الحجہ سے ۱۰ محرم الحرام تک

[illegible]

امام مظلوم سیدنا
عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ

امیر المومنین سیدنا
عمر فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ

شہید کربلا سیدنا
حسین ابن علی
رضی اللہ عنہما

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ

فتنہ و فساد سے امن و سلامتی تک

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے جواہر پارے

مسلمانوں کی کامیابی

ملتان اور فیروزہ سے
قادیانی عورتوں کی لاشیں
غیر مسلموں کے قبرستان میں
دبا دی گئیں

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کے نام کھلا خط

ذکری اور مسلمانوں کے درمیان فسادات کی اصل وجہ

جھنگ میں مسلمانوں کی فتح قادیانیوں کی شکست

قادیانیت انگریز کا خودکاشتہ پودا

قبرستان کے دریا برد ہونے کا خطرہ ——— کیا کیا جائے؟

آپ کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ کلورکوٹ ضلع بھکر میں دریائے سندھ قبرستان کے بالکل قریب آگیا ہے۔ اس قبرستان میں تاریخی داستان کے ساتھ مشہور ہے کہ خود صحابہ کرامؓ کی قبریں بھی موجود ہیں، حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، خانقاہ سراجیہ والے بھی ان قبروں پر جاتے رہتے ہیں اور بہت بزرگ جو کلورکوٹ میں آتے ہیں ان کے مراقبات سے یہی بات واضح ہوتی ہے۔ یہاں پر سکینہ نازل ہوتا ہے بعض نے اس سے بھی زیادہ انکشاف کیا ہے۔ خیر دریا بالکل قریب ہے خدانہ کرے دریا قبرستان میں داخل ہو جائے اور پھر لاشیں وغیرہ پانی میں بہنی شروع ہو جائیں تو اس کی صورت کیا ہو سکتی ہے اپنی قبروں کو محفوظ کرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ لاشیں وغیرہ ظاہر ہوں ان کا حکم کیا ہے؟ خدارا اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ کلورکوٹ کے عوام کافی پریشان ہیں۔

(نوٹ: دریائے سندھ نے کٹاؤ شروع کر دیا ہے یعنی زمین کو گرا رہا ہے اس طرح کلورکوٹ کی ایک بستی مکمل دریا برد ہو گئی، اب قبرستان کے بھی دریا برد ہو رہا ہے۔

والسلام

احقر یحییٰ عاصم کلورکوٹی، مرکزی ناظم جمعیت طلباء اسلام، پاکستان

الجواب باسمہ تعالیٰ:-

واضح ہو کر قبرستان، عیدگاہ، وغیرہ مسلمانوں کی مذہبی علامتوں میں سے ہیں۔ اس کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت ہر ایک کے ذمہ ضروری ہے تاکہ مردوں کی بےحرمتی کسی صورت میں بھی نہ ہو سکے۔

سوال میں مذکورہ مقبرہ میں اگرچہ حضرات صحابہ کرامؓ کا مزار شریف موجود ہونا یقینی نہیں پھر بھی اس مقبرہ کو حتی المقدور دریا میں داخل ہونے سے حفاظت کے لیے ضروری کارروائی کرنا علاقہ کے مقیمین کی دینی ذمہ داری ہے تاکہ مُردوں کے لاشوں کو بےحرمتی سے بچایا جا سکے۔

البتہ دریا میں داخل ہونے کے خوف سے لاشوں کی حفاظت کے لیے اُن کو خود قبروں کو کھود کر لاشوں کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کی اجازت شرعاً نہیں ہے جیساکہ دارالمختار میں ہے۔

(ولا یخرج منہ) بعد اہالۃ التراب (الا) لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ۔ صـ۲۳۸، ج۔ ۲

نیز فتاویٰ شامی میں ہے۔

(قولہ ولا باس بنقلہ قبل دفنہ) قیل مطلقاً الیٰ قولہ واما نقلہ بعد دفنہ فلا مطلقاً۔

(صـ۲۳۹ - ج - ۲)

البتہ اگر خود بخود لاشیں ظاہر ہو جائیں تو اگر دفن کرنا ممکن ہے تو ان کو دوسری جگہ دفن کر دیا جائے اور اگر دفن کرنا ممکن نہیں ہے تو ایسا ہی دریا میں چھوڑ دیا جائے گا۔

فتاویٰ شامی میں ہے۔

(قولہ وحفر قبرہ) شروع فی مسائل الدفن وھو فرض کفایۃ ان امکن اجماعاً حلیہ واحترز بالامکان عما اذا لم یمکن کالومات فی سفینۃ الخ

(صـ۲۳۳، ج۔ ۲)

لہٰذا جہاں تک ہو سکے مذکورہ مقبرہ کو حفاظت کرنے کی کوشش کریں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ

محمد اکرام اللہ عفی عنہ

"دارالافتاء" جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

۲۶ ذی قعدہ ۱۴۱۰ ہجری

الجواب صحیح
محمد یوسف لدھیانوی

الجواب صحیح
محمد عبدالسلام عفااللہ عنہ

ختم نبوت

سمجھنے کا ہے دل سے مسئلہ ختم نبوت کا
یہ طے ہے اب نبی دنیا میں کوئی بھی نہ آئے گا
مکمل ہو چکا ہے دین بھی اخلاق بھی ان کا
جو "پیدا ہو" نبی کوئی تو وہ کیا چیز لائے گا؟

فلائیٹ لیفٹیننٹ ظفر اقبال

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۱۸ تا ۲۴ محرم الحرام مطابق ۱۰ تا ۱۶ اگست ۱۹۹۰ء شمسی | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ — آپ کے مسائل اور ان کا حل ____ ۲
۲ — ترانۂ ختم نبوت (نظم) ____ ۴
۳ — وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام کھلا خط ____ ۵
۴ — فتنہ و فساد سے امن و سلامتی تک ____ ۶
۵ — ناموس رسالت کا تحفظ ____ ۷
۶ — تین شہید رہنما ____ ۹
۷ — صنف نازک ____ ۱۲
۸ — اسلام اور زیب و زینت کے معیوب طریقے ____ ۱۴
۹ — غزوۂ احزاب ____ ۱۵
۱۰ — اسلام میں قانون کی حاکمیت ____ ۱۶
۱۱ — ذکری اور مسلمانوں کے درمیان فساد کی اصل وجہ ____ ۱۷
۱۲ — قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ____ ۱۹
۱۳ — حضرت مسیحؑ کی قبر کشمیر میں نہیں (آخری قسط) ____ ۲۱
۱۴ — مکتوب رحیمیار خان ____ ۲۲
۱۵ — جنگ میں مسلمانوں کی فتح ____ ۲۴

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۲، ناظم آباد کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہٗ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ـ پاکستان
فون نمبر ۷۷۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 71-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۳۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ترانۂ ختمِ نبوت

از : شاعرِ ختمِ نبوت الحاج سید امین گیلانی

ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد !

جسم میں جب تک جان رہے — یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد

ختمِ نبوت ہے ایمان — ختمِ نبوت دین کی جان
یہ اِسلام کی ہے بنیاد — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد

اس سے کرے گا جو انکار — وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہُوا اُس کا برباد — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد

بات یہ ہے بالکل ظاہر — کہیں گے ہم اُس کو کافر
جو بھی کرے منسوخ جہاد — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد

یہی ہے مومن کی پہچان — کرتا ہے حق کا اعلان
سہہ لیتا ہے ہر اُفتاد — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد

حق منوا کر چھوڑیں گے — باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد ! — ختمِ نبوت زندہ باد !
ختمِ نبوت زندہ باد
ختمِ نبوت زندہ باد

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کے نام کھلا خط

منڈی بہاؤالدین میں شاہ تاج شوگر ملز قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ جس میں کافی تعداد میں مسلمان بھی ملازم ہیں۔ ملز سے باہر قادیانیوں کی عبادت گاہ موجود ہے۔ جہاں قادیانی جاکر اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرتے ہیں لیکن جو مسلمان ملازم ہیں ان کے لیے نماز پڑھنے اور بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دلوانے میں کافی مشکلات کا سامنا تھا۔

قادیانی وہاں مسلمانوں کو مسجد بنانے کی اجازت نہیں دیتے تھے ان کی خواہش تھی کہ یہاں کے ملازم ہمارے مرزائی میں جانا شروع کر دیں، تاکہ انہیں اس طرح قادیانیت کی تبلیغ کی جا سکے اور ان کے بچے بھی وہاں تعلیم حاصل کریں۔ کہ اس طرح ان کے ذہنوں میں قادیانیت کے جراثیم ڈالے جا سکیں اور پھر آسانی سے مرتد بنایا جا سکے۔ عشق خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار مسلمانوں کے لیے یہ بات ناگوار تھی کہ وہ اور ان کے بچے مرزائی میں جائیں۔ چنانچہ کچھ درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے ملز سے متصل مسجد ختم نبوت اور دارالعلوم ختم نبوت کے نام سے قطعۂ زمین حاصل کر کے مسجد اور دارالعلوم کی تعمیر کر دی۔ لیکن اب قادیانی ملز انتظامیہ مسجد اور مدرسہ میں جانے کے لیے راستہ دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔

قانونی طور پر اگر کوئی شخص اپنا مکان تعمیر کرے اور دوسرے مکانات والے اسے گذرنے کا راستہ نہ دیں تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے راستہ دلوائے قادیانی مسلمانوں کو یہ طعنہ دیتے رہتے ہیں کہ مسلمان ہمیں اذان نہیں دینے دیتے نماز اور قرآن نہیں پڑھنے دیتے یہ پروپیگنڈہ صرف اندرون ملک ہی نہیں بیرون ملک بھی زور شور سے جاری ہے۔

لیکن منڈی بہاؤالدین شاہ شوگر ملز جو قادیانیوں کی ملکیت ہے محض اپنی ملز کے گھمنڈ میں اذان دینا نماز پڑھنا اور بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینا تو درکنار مسجد میں جانے کے لیے راستہ دینے پر بھی آمادہ نہیں۔ اور جو نماز پڑھنے جاتے ہیں تو وہ دور دراز کا سفر طے کر کے مسجد تک پہنچ پاتے ہیں۔

قبل ازیں متعدد حضرات نے ایک درخواست اے / سی منڈی بہاؤالدین کی خدمت میں پیش کی لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اب مسجد و مدرسہ کے ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے جنرل سیکریٹری جناب جاوید اقبال چغتائی نے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں نواز شریف کے نام ایک درخواست ارسال کی ہے جسے ہم کھلے خط کے نام سے پیش کر رہے ہیں درخواست کا متن یہ ہے، درخواست کے ہمراہ نقشہ بھی لگایا گیا ہے۔

بخدمت جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب لاہور۔

جناب عالی درخواست ذیل ہے ہے

۱۔ یہ کہ منڈی بہاؤالدین کے قریب شاہ تاج شوگر ملز ہے جو کہ غیر مسلم قادیانیوں کی ملکیت ہے اور ملز انتظامیہ بھی قادیانیوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ یہ کہ ملز میں اکثریت مسلم کارکنان کی ہے، جب کہ ملز کی طرف سے احاطہ ملز میں مسجد نہیں ہے اور نہ ہی قادیانی مسجد تعمیر کرنے دیتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ مسلمانان نے ملز کے احاطہ سے ملحقہ اور رہائشی کالونی کے قریب مسجد موسومہ ختم نبوت اور دارالعلوم ختم نبوت تعمیر کی ہے۔ جس کے لیے ملز میں سے کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ ملز کے اردگرد اونچی فصیل بنی ہوئی ہے۔

۴۔ یہ کہ متعدد بار ملز انتظامیہ سے درخواست کی گئی ہے کہ کارکنان کے مسجد میں جانے کے لیے راستہ دیں اور کارکنان نے اس سلسلہ میں تحریری درخواست دی ہے کہ لیکن وہ انکاری ہیں جبکہ ان کی اپنی عبادت گاہ بھی ملز کے احاطہ سے باہر بنی ہوئی ہے اور اس کے لیے راستہ موجود ہے۔

۵۔ یہ کہ راستہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی تعداد نماز با جماعت ادا کرنے اور بچوں کو دینی تعلیم دلوانے سے عاری ہیں تقریباً ہر مل میں مسجد بنی ہوتی ہے۔

۴۔ علاوہ انتظامیہ نے باوجود پابندی کے جشن صد سالہ منایا اور اب ان کے خلاف پرچہ درج ہے۔ ایک دیگر پرچہ بسلسلہ اسلامی شعائر کی بے حرمتی بھی ان کے خلاف درج ہے۔ قادیانی حالات کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آمند ریں حالات استدعا ہے کہ علاوہ انتظامیہ سے مسجد ختم نبوت کے لیے راستہ دلانے جانے کا حکم صادر فرمائیں۔ نقشہ ہمراہ لف ہے۔

عرضی

جاوید اقبال چغتائی، سیکرٹری جنرل مسجد و دارالعلوم ختم نبوت شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین۔

ہم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف سے اپیل کرتے ہیں کہ منڈی بہاؤالدین کے حالات خراب ہونے سے قبل اس مسئلہ میں خصوصی دلچسپی لیں اور مسجد و مدرسہ کو فوراً راستہ دلوائیں۔

فتنہ و فساد سے امن و سلامتی تک

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے جواہر پارے

دنیا کی خوشی مرجھا گئی تھی، اس کا جمال صداقت پژمردہ اور اس کا چہرہ ہدایت زخمی ہو گیا تھا۔ وہ پیمان و مواثیق جو اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے اللہ کے پاک پیغامبروں کو حق کر خدا سے باندھے تھے۔ ایک ایک کر کے عصیان و تمرد سے توڑے گئے تھے اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے اٹھ گئی تھی۔ اس کا وہ جمال ازلی و ابدی جس کے پردے اٹھائے گئے تھے تاکہ اس کے ڈھونڈنے والوں کو محرومی نہ ہو۔ پھر مستور و محجوب ہو گیا تھا اور اس میں اس کے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ رہا تھا۔

ہاں کوئی نہ تھا جو اس کو ڈھونڈے، کوئی قدم نہ تھا جو اس کی طرف دوڑے، کوئی آنکھ نہ تھی جو اس کے لیے اشکبار ہو، کوئی دل نہ تھا جو اس کی یاد میں مضطرب ہو، کوئی روح نہ تھی جو اسے پیار کرے۔ اس کی دنیا اس سے بے خبر تھی۔ اس کے بندے اس سے غافل تھے۔ انسان کا ضمیر مر چکا تھا۔ فطرت کا حسن حقیقی عصیان عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ تمرد، سرکشی کے سیلاب تھے جو خشکی و تری دونوں میں اُمڈ آئے تھے اور جن کے اندر خدا کی رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں۔

خشکی و تری دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشی سے فتنہ و فساد پھیل گیا تھا۔ جبکہ یہ حالت تھی کہ دنیا بگڑ کر پھر سنوری، انسانیت مر کر پھر زندہ ہوئی اور ایک انقلاب عظیم برپا ہوا۔ جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا۔ حجاز کے ریگستانوں اور کعبہ کے مرغزاروں سے ایک مقدس ہستی نے مبعوث ہو کر صدائے توحید بلند کی جس نے تمام تاریکیوں اور گمراہیوں کو فنا و معدوم کر دیا۔ صدائے دلنواز صرف اس قدر تھی "اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم" "خدائے واحد القہار کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ معبود حقیقی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور دنیا کے کارخانہ کو سنبھالے ہوئے ہے!"

اس صدائے حق کی گونج سے شرک و کفر کے بادل پھٹ گئے، معصیت و سرکشی کی فضائیں دور ہو گئیں۔ عصیان و تمرد کی ظلمت مٹ گئی۔ اور آفتاب اسلام نے جلوہ ریز ہو کر دنیا کے ہر ہر گوشہ کو منور و متجلی کر دیا۔

پیغمبر اسلام ظاہر ہوئے اور آپ نے علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ربوبیت، رزاقیت اور خالقیت کے متعلق تعلیم دی کہ وہ معبود حقیقی، وحدہ لاشریک ہے۔ اکیلا ہے، یکتا ہے بے نیاز ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ تمام مخلوق کو پالتا ہے اور ہر جاندار کو رزق پہنچاتا ہے ہر چیز اس نے پیدا کی اور وہی خالق اکبر ہے۔ کائنات کے تمام نعمتوں کا منبع اور سرچشمہ ہے دنیا کے عظیم الشان کارخانہ کا ذرہ ذرہ، دریاؤں کا قطرہ قطرہ، درختوں کا پتہ پتہ اسی معبود حقیقی کی تمجید و تقدیس میں مصروف ہے

ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

اس صدائے توحید کی برکت سے لاکھوں انسان شرک و کفر کی تاریکیوں سے نکلے اور صداقت کی روشنی میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

صدقہ کا صحیح وقت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ اجر میں زیادہ بڑا ہے آپؐ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں کرو تم تندرست ہو، مال کی حرص رکھتے ہو، فقر سے ڈرتے ہو، اور دولت کی امید کرتے ہو۔ پھر نہ ڈھیل دو۔ ایسا نہ ہو کہ حلق کو روح پہنچ جائے۔ اور کہے کہ یہ فلاں کے لئے ہے۔ یہ فلاں کے لئے ہے۔ حالانکہ وہ تو فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ

تحریر: محمد اقبال، حیدرآباد

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل مرا ایماں ہو نہیں سکتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات آپکی ماں، باپ، بچوں، بیوی سب سے زیادہ محبوب ہے اور یہ ایمان کیلئے اولین شرط ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

"تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو ماں باپ، بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"۔ (بخاری)

ایمان اور اسلام عبارت ہے ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہمارے والدین ہماری اولاد، ہماری جان ومال ہماری عزت وعصمت ہماری سلطنتیں قربان ہو سکیں تو یہ ہماری سعادت ہوگی۔ مسلمان ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تن من دھن سب کچھ لٹا دیتا ہے۔ ناموس محمدؐ کی ہم پر ہر حال حفاظت لازم ہے۔

مرزائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ مرزائیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ ناموسِ رسالتؐ کا تقاضا ہے کہ مرزائیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ریلوے کے پشاور، راولپنڈی، لاہور اور کراچی کے ٹھیکیدار ریل گاڑیوں میں شیزان (مشروب) نہ بیچیں۔ اگر ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے تو ان کا ایمان کھوٹا ہے۔

ابو عفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں تھا۔ یہ بدبخت سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف لب کشائی کرتا تھا۔ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کیبعد اس کا کینہ مزید بڑھ گیا۔ اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ حضرت سالم بن عمیرؓ نے اس کو قتل کرنے کی قسم کھائی تھی۔ یا تو قتل کردوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں گا۔ پھر شوال میں سالم بن عمیرؓ ایک گروہ صحابہؓ کا لے کر ابو عفک یہودی کے قتل کے لیے گئے۔ چنانچہ اس کو قتل کر ڈالا۔

جب ابو عفک قتل کیا گیا تو عصماء منافق ہو گئی۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ اشعار کہا کرتی تھی۔ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں یہ عورت عصماء بنت مروان جو یزید خطمی کی بیوی تھی۔ گندہ دہنی کا مظاہرہ کرتی تھی۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے سلسلے میں بدر میں قیام پذیر تھے تو فرمایا! کیا کوئی اسے ٹھکانے لگانے والا ہے؟ تو اسی قبیلہ خطمی کے ایک سعادت مند حضرت عمیر بن عدی (اپنے قبیلہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور اپنی قوم کے امام اور قاری تھے اور ان کو قاری ہی کے لقب سے پکارا جاتا تھا بصارت سے محروم تھے) نے اس کو قتل کرنے کی قسم کھائی اور ۲۵ رمضان المبارک کی ایک رات کو رجب کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ سو رہی تھی اور ایک چھوٹا بچہ اس کا دودھ پی رہا تھا) اس کے ہاں جا پہنچے اور اس دودھ پینے والے بچے کو ماں سے ہٹا کر اس کو سینے میں تلوار کو اس طرح گھونپ دیا کہ وہ پیٹھ سے جا نکلی۔ پھر نماز فجر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور یہ واقعہ عرض کر دیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تیرا بال بھی بیکا نہ کر سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر تم ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے بن دیکھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کی ہو، تو عمیر بن عدی کو دیکھو۔ چونکہ حضرت عمیرؓ آنکھوں سے محروم تھے اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ اس سعادت مند نابینے کو دیکھو۔ اسے سن کر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے بصیر کہو" چنانچہ وہ بعد میں عمیر بصیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہ بشارت سننے کے بعد اپنی قوم میں گئے اور ان سے کہا میں نے عصماء کو قتل کر ڈالا ہے تم مرے ساتھ جو کر سکتے ہو کر لو۔ اس عصماء کے کئی بیٹے تھے جو پانچ خاوندوں کی اولاد تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت سنا کر واپس آئے تو اس ملعونہ کے بیٹے اور چند دوسرے لوگ اسے دفن کر رہے تھے ان کے استفسار پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے اسے قتل کیا ہے اگر تم بھی اسی طرح کی بدبختی کا ارتکاب کرو گے تو میں تمہارے ساتھ بھی لڑوں گا تا آنکہ یا تم کو واصل جہنم کر دوں یا خود شہادت سے سرفراز ہو جاؤں" اس واقعہ کے بعد اس قبیلہ میں اسلام خوب پھیلا۔

سلطان نورالدین زنگیؒ کے زمانہ کا تاریخی واقعہ ہے کہ آپ نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فرمایا کہ "تم حکومت کے کام میں لگے ہو اور تمہیں خبر نہیں کہ میرے پیچھے دو کتے لگے ہوئے ہیں۔ سلطان نے متواتر دو تین رات یہ خواب دیکھا، حیران تھے علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے خواب بیان کیا، وہ بھی حیران ہوئے سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کتوں کی صورت بھی سلطان کو بتلا دی تھی۔ سلطان فوج لے کر

مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ مدینہ سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ اب احترام مدینہ کی وجہ سے تلاشی بھی نہیں لے سکتا تھا اور کسی پر ہاتھ بھی نہیں ڈال سکتا تھا۔ مدبر بادشاہ تھا۔ عقل سے کام لے کر یہ بات سوجھی کہ مدینہ میں انعام واکرام تقسیم کرنے کا اعلان کیا جائے۔ چنانچہ مدینہ طیبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اعلان کیا کہ سوائے عورتوں کے ہر بوڑھا جوان بچہ خود آکر میرے ہاتھوں سے انعام واکرام وصول کرے۔

ایک بڑی حکومت کا بادشاہ تھا ہر شخص فخر سمجھتا تھا کہ ان کے ہاتھوں سے کچھ وصول کرے۔ سب چھوٹے بڑے نکلے اور انعام وصول کرتے رہے۔ بادشاہ اس بہانے سے ہر شخص کی شکل کو بغور دیکھتا رہا۔ مگر ان دو آدمیوں کی صورت نظر نہ آئی۔ حیران تھا۔ پوچھا کوئی نہ کوئی شخص مدینہ میں باقی ہے جو انعام لینے نہیں آیا۔ لوگوں نے کہا کہ دو درویش صفت بزرگ ہیں جن کو بادشاہوں کے انعام واکرام سے کوئی غرض نہیں وہ اپنی خانقاہ سے باہر نہیں نکلتے۔ بادشاہ نے کہا چلو ہم خود جاکر انہیں انعام دیتے ہیں۔ نیک آدمیوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ بادشاہ ان کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ اوّل نظر میں پہچان لیا۔ کہ وہ خبیث کتے یہ ہیں جن کی صورت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بتلادی تھی مگر اسلام عدل وانصاف کا مذہب ہے بغیر قانون کے ان پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ جب تک کہ جرم ثابت نہ ہو۔ سپاہیوں کو حکم دیا کہ تمام مکان کی تلاشی لے لو سب کمروں میں سوائے لنگر کی دال چاول کے اور کچھ نہ نکلا اور نہ کوئی قابل اعتراض چیز نظر آئی۔ بظاہر انہوں نے عابدین کی صورت اختیار کی تھی۔ لمبے لمبے چوغے اور عمامے پہنے ہوئے تھے۔ اچانک بادشاہ کی نظر ایک مقفل کمرے پر پڑی پوچھا اس میں کیا ہے؟ اس سوال پر ان کا رنگ زرد ہوا اور کہنے لگے کہ فالتو سامان کا کمرہ ہے کوئی کام کی چیز اس میں نہیں بادشاہ نے فرمایا! دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ جب دروازہ کھلوایا تو حیران وششدر رہ گئے۔ ان بدبختوں نے کمرے کے اندر ایک لمبی سرنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس تک نکالی تھی۔ دن میں کھدائی کرتے اور رات کے اندھیرے میں مٹی کہیں باہر پھینکتے۔ مقصد یہ تھا کہ روضۂ اقدس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر نکال کرلے جائیں۔ بادشاہ سرنگ کے اندر داخل ہوئے۔ سرنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے تک پہنچ گئی تھی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ظاہر ہوگئے تھے۔ خوش قسمت نورالدین زنگیؒ نے قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ آنکھوں پر رکھا اور پھر قبر مبارک بند کردی۔ باہر نکلے دونوں خبیثوں کو پکڑ لیا۔ اب ان کی سزا کا مسئلہ سامنے آیا۔

تاریخ میں اپنی قسم کا انوکھا جرم تھا اس لیے شرعی سزا کی تلاش ہوئی۔ اسلام کا عدل متقاضی تھا کہ مسئلہ طلب کیا جائے اور قانون کے اندر سزا دی جائے۔ فتویٰ طلب کیا گیا۔ علماء متفکر ہوئے قرآن اور حدیث میں اس جرم کی سزا تلاش کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان حافظ نے اٹھ کر فرمایا ایسے صاف مسئلہ میں تردد کیوں کرتے ہو۔ اس کے لیے تو قرآن میں یہ صاف اور صریح حکم موجود ہے۔

" الا تقاتلون ...."

ترجمہ: "خبردار تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنھوں نے تمہاری قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبرؐ کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہلے تم سے عہد شکنی کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم ان سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ ان سے لڑو تاکہ اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور ان کو ذلیل کرے اور تمہیں ان پر غلبہ دے اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے"

سلطان نورالدین زنگیؒ بہت خوش ہوئے۔ ان کتوں کی گردن کاٹ دی اور روضۂ اقدس کے اردگرد زمین میں پانی تک فولادی جنگلے لگوائے اور اس طرح خداوند تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ان یہودیوں کی خوفناک سازش سے بچالیا۔ یورپ والوں کی امداد ان کے پیچھے تھی دولت بھیجتے تھے۔

۱۔ دراصل عقلمند وہ شخص ہے جو دنیا کے گھر کو خراب کرکے آخرت بنائے اور آخرت کو خراب کرکے دنیا بنائے۔ (حضرت حسن بصریؒ)

۲۔ اس دنیا سے بچو جس نے علماء کے دلوں تک اسے مسخر کر لیا ہے۔ (حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ)

ایک مفید اور مخلصانہ مشورہ

آج دنیا انجمن کا مسئلہ ... اور ... مسلمہ ہو چکا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ ... اور ... کے ارادے سے آسان اور ... ہمارے کئی بھائی ... ہے اور ... ہیں۔ اور غیر مستند بازاری ... کاروباری لوگوں سے علاج کروا کر ہزاروں روپے خرچ کر کے مایوس ہو چکے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

مایوسی گناہ ہے

ہم مریض کا با اصول علاج پوری ہمدردی توجہ ... ذمہ داری اور دیانت داری سے کرتے ہیں۔

ہمارا طریقہ علاج دوسرے اداروں سے مختلف ہے۔ ہمارے طریقہ علاج سے بفضل تعالیٰ بیماری جڑ سے ختم ہو جاتی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز دوبارہ علاج کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ہمارا بلند معیار، با اصول، مستند ادارہ

آپ کو سستا، آسان، اصولی، تسلی بخش، مستقل اور مختصر طریقہ علاج فراہم کرے گا۔

آپ اپنے مرض کے حالات لکھ کر ہم سے رابطہ قائم کریں۔ ادویات بذریعہ ڈاک منگوائی جا سکتی ہیں۔

طالب علموں اور غرباء کے لئے
خصوصی رعایت ہو گی
منیجر ادارہ

انجم الصحت حافظ آباد پاکستان
پوسٹ کوڈ: ـــــ 52110

۱۸ ذی الحجہ سے ۱۰ محرم الحرام تک

تحریر: رانا خالد علی جھنگ

امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	شہید کربلا سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

سرچشمۂ انعام وعطاء و دریائے کرم باب سخا بندہ تسلیم ورضا، پیکر تقدس وحیا امیر المومنین سیدنا امام عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرامؓ میں جو فضیلت اور عظمت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے سیدنا عثمانؓ السابقون الاولون میں شامل تھے مکہ مکرمہ میں پہلے پہل جب اسلام کا غلغلہ بلند ہوا اور اسلام کی صدائے روح نواز فضاؤں میں گونجی ہوئی تو سیدنا عثمانؓ فوراً مشرف بہ اسلام ہوگئے آپ کو کاتب وحی ہونے کیساتھ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی خطوط کے جوابات لکھنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ آپ اسلام میں نبی کریمؐ کے بعد پہلے حافظ قرآن ہیں۔ آپؓ کی کتاب مناقب و فضائل کا زریں باب دامادیٔ رسولؐ ہے جو آپ کو نہ صرف صحابۂ رسولؐ بلکہ پوری انسانیت میں ممیز و ممتاز کرتا ہے۔ سیدنا عثمان غنیؓ کی خلافت ظلّی پر نبوت کو اتنا اعتماد تھا کہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں انکے نکاح میں دیکر انہیں ذوالنورین کے تاریخی اعزاز سے نوازا۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ کے بعد دنیائے کائنات میں سب سے پہلے اہل بیت سمیت ہجرت کرنیکا شرف آپکو حاصل ہوا۔ سیدنا عثمان غنیؓ کو جنگ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود ساقی کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکو بدر کا حصہ عنایت فرمایا۔ پوری انسانیت میں یہ سعادت حضرت عثمانؓ کو حاصل ہوئی کہ بیعت رضوان کے موقعہ پر رسول آخر الزمانؐ نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور پھر اللہ نے اس ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہہ کر عثمان غنیؓ کی عظمت کو بے مثال کر دیا۔ یہی وہ مطہر ہاتھ تھا جس کے لکھے ہوئے مصحف عثمانی کو آج پوری ملت اسلامیہ تلاوت کرتی ہے سیدنا عثمان غنیؓ کو شہادت کی خبر حبیب کبریاؐ نے زندگی میں سنادی۔ سیدنا عثمانؓ کو زندگی ہی میں یمین و نعیم جنت کی بشارت دی گئی۔ سرور کائناتؐ نے جنت میں اپنا رفیق حضرت عثمانؓ کو قرار دیا۔

کامل الحیاء والایمان، باعث بیعت رضوان، سخی دو جہانؓ، جامع آیات القرآن سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، مکتب مصطفویؐ کا وہ عظیم شاگرد ہے جنکا سب کچھ اسلام کے کام آیا۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت و استحکام پر سب کچھ قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی جان عزیز بھی ملت کے اجتماعی مفاد میں قربان کردی۔ آپؓ نے ہر نیکی پروگرام کی تکمیل کے لئے بے دریغ دولت خرچ کی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر اسلامی لشکر کے ایک تہائی اخراجات حضرت عثمانؓ نے پورے کر دیئے۔ اس موقع پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر فرمایا "آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔" اسی طرح سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر مالی تعاون کر کے حضرت علیؓ کی مشکل حل کر دی۔ رفاہ عامہ کے لئے آپؓ نے بیشمار کام کئے۔ مفاد عامہ کے کاموں میں سڑکیں بنوائیں۔ مہمان خانے تعمیر کرائے۔ دریاؤں پر پل بندھوائے۔ مساجد کثرت سے تعمیر کروائیں مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم کیں۔ چراگاہوں میں مویشیوں کے لئے چشمے کھدوائے۔ چاہ رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ آپؓ کو مسجد نبویؐ کی توسیع کی سعادت میسر آئی۔ جود و سخا آپ کی طبیعت کا جوہر خاص تھا۔ لوگوں کی مالی امداد و اعانت کرنا آپکی کتاب فضائل کا ایک روشن باب تھا۔ سیدنا حضرت عثمانؓ کی ذات پیکر محامد و فضائل اخلاق تھی لیکن حیا کا وصف معاصرین و رفقاء میں طغرائے

امتیاز تھا۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آپ کا معمول تھا آپ کے عہد کی فتوحات تاریخ اسلام کا ایک شاندار باب تھا۔ آپ نے آرمینیہ، آذربائیجان، ایشیائے کوچک، ترکستان، کابل، سندھ، قبرص، اسپین وغیرہ میں اسلام کے سیاسی اقتدار کے لئے راہیں ہموار کیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ کے زمانہ میں بحری طاقت منظم ہوئی۔ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے نظام خلافت کے تقاضۂ تکمیل کوششوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ موجودہ انسانی تہذیب وتمدن کی ترقی کے دور میں ایک فلاحی ریاست (WELFARE STATE) کا جو تصور ہے خلافتِ عثمانیؓ اس کا مکمل نمونہ اور مظہر تھی۔ تاریخ سیدنا عثمان غنیؓ کے صبر وتحمل اور مظلومیت کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ رسول اکرمؐ کے تربیت یافتہ عثمانؓ نے خونِ جگر سے مسندِ خلافت کو جلا بخشی اور قرآن پڑھتے ہوئے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں جام شہادت نوش فرمایا۔ شہید مدینہ، امام مظلوم سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت شکست خوردہ ذہنیت اور یہودی نمک خواروں کی چیرہ دستی کا نتیجہ تھی۔ متعصب مورخین نے مکتب نبویؐ کے اس عظیم فرزند پر جو من گھڑت الزامات عائد کئے ہیں وہ ایک سوچی سمجھی یہودی سازش اور عجمی منافقین کی ملی بھگت کا نتیجہ تھی۔ جو طبقہ سیدنا عثمانؓ کو مومن نہیں مانتا، پوری ملتِ اسلامیہ اس طبقہ کو اسلام کا حصہ ہی نہیں مانتی جس طرح ذاتِ رسولؐ اور کتابِ رسولؐ پر تنقید اسلام سے غداری ہے اسی طرح جماعتِ رسولؐ پر تنقید بھی اسلام دشمنی ہے اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناموس کو قانونی تحفظ دیکر اصحابؓ رسولؐ کے خلاف زبان وقلم کے ذریعہ دشنی پر پابندی عائد کرے۔ اگر حقیقت سے مفر نہیں کہ اگر خونِ عثمانؓ کا بدلہ فوراً لے لیا جاتا تو تاریخ بہت سے حادثات سے بچ جاتی۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے سنگدل قاتل جہاں جہاں پناہ گزیں ہوئے وہیں وہیں قیامت بپا ہوئی۔ صبر عثمانؓ، سجدۂ عثمانؓ اور عمل عثمانؓ قافلۂ انسانیت کے لئے عظمت کے نقوش ہیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

رات کی سیاہی ہر طرف پھیل چکی تھی۔ پوری آبادی محوِ خواب تھی، خاموشی کی لہر فضا پر چھائی ہوئی تھی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سنگِ راہ بن رہے تھے کہ فضا میں ارتعاش پیدا ہوا۔ اور امیر المومنین کی آواز سنائی دی۔ عباسؓ میرے ساتھ چلو! ابھی کچھ دور ہی پہنچے تھے کہ چند بچوں کے بلبلانے کی آواز سنائی دی۔ دونوں کے قدم ان کی طرف تیزی سے بڑھنے لگے ایک جھونپڑی کے پاس پہنچے جس میں چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اور بچے اردگرد بیٹھے آہ وبکا کر رہے تھے۔ ان بچوں کی ضعیفہ ماں نے چولہے پر ایک دیگچی چڑھا رکھی تھی جب بھی بچے کھانا مانگتے ماں آنکھوں میں آنسو بھر کر کہتی میرے لال انتظار کرو کھانا ابھی تیار ہو جاتا ہے۔ امیر المومنین نے یہ منظر دیکھا تو ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور فوراً بیت المال کی طرف دوڑے اور وہاں سے گھی اور آٹا لیکر جھونپڑی کی طرف تیزی سے چلنے لگے۔ امیر المومنین نے خود اس بھاری بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا رکھا تھا۔ جھونپڑی پر پہنچے۔ ضعیفہ کو آواز دی۔ کھانے کا سامان دیا۔ فاقہ زدہ کا چہرہ اس بروقت امداد سے کھل اٹھا۔ کھانا تیار ہوا۔ خود امیر المومنین نے ضعیفہ کی کھانا تیار کرانے میں مدد کی اور بھوکے بچوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ تاریخ کے ایوان میں یہ رعایا پرور مقدس شخصیت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطابؓ کے نام سے جگمگا رہی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کمالات و جامع الصفات و نادرہ روزگار ہستی تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد مسندِ خلافت کو زینت بخشی۔ آپ کا زمانہ، خلافتِ راشدہ کا زریں عہد ہے۔ آپ نے قبول اسلام سے تادم شہادت اسلام کی عدیم النظیر خدمات انجام دیں۔ آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کے قبولِ اسلام کی دعا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو مستجاب ہوئی۔ جلالتِ فاروقی نے اسلام کو دبدبہ و صولت عطا کی۔ شجاعتِ فاروقیؓ نے مسلمانوں کو تحفظ و ہیبت سے سرفراز کیا۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے سے اسلام کی بے بسی کا دور ختم ہو گیا۔ باطل کے صنم کدوں میں کہرام مچ گیا۔ کفر و شرک کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اسلام کی شوکت و سطوت کے عہد کا آغاز ہوا۔ دربارِ رسالت سے "فاروق" کا لقب عطا ہوا۔ "منہا خلقنٰکم" کے تحت آپ کی مٹی کا خمیر بہشت بریں کی مٹی سے بنایا گیا۔ حضرت عمرؓ کی ہیبت و جلالت سے صرف مکہ کے مشرکوں کا ہی زہرہ آب آب نہ تھا بلکہ ابلیس بھی آپؓ سے لرزہ براندام رہا کرتا تھا۔ آپ کے درّے کی ہیبت سے باطل کانپتا تھا۔ آپ کے پیوند لگے لباس کے رعب سے شانِ عالم پر کپکپی طاری رہتی تھی۔ آپؓ کی وسیع سلطنت میں کوئی بھوکا نہ سوتا تھا آپ کی رعایا رات کو آرام کرتی اور آپ خود راتوں کو جاگ جاگ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ فاروق اعظمؓ تاریخِ اسلام ہی کے نہیں تاریخ عالم کے بے مثل و لاثانی حکمران ہیں۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو جنت نگاہ و ایمان افروز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کا روشن ترین باب ہیں۔ اگر اس باب کو تاریخ سے نکال دیا جائے تو ہماری تاریخ تاریک سایوں کی لپیٹ میں آجائے گی اور ہم ایک ایسی شخصیت سے محروم ہو جائیں گے جس کی فتوحات، رعایا پروری، زہد و انکساری، تدبر، سیاست اور عشق رسولؐ کی کہانیوں سے فضائے گیتی آج تک گونج رہی ہے۔ جن کا نام نامی آج بھی عدل و انصاف، دیانت

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

وامانت، حق گوئی و بیباکی، جرأت واستقامت کا جلی اور زیبا خلاق بن کر چمک رہا ہے۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حد درجہ ذہین، سلیم الطبع، بالغ نظر اور صائب الرائے تھے۔ قرآن پاک کے متعدد احکامات آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوئے۔ آپ شجاعت فصاحت و بلاغت اور خطابت میں عرب کے یکتائے زمانہ افراد میں سے تھے۔ آپ ادبیات میں ذوقِ لطیف کے حامل اور شعر کے اعلیٰ نقاد تھے۔ آپ شعرِ جاہلیت میں اصلاح کے علمبردار تھے۔ فنونِ حرب اور سپہ گری میں شجاعانِ عرب میں ممتاز و منفرد تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ فیضانِ نبوت سے سیرابی میں بسر کیا مگر محتاط مزاج کی بنا پر احادیث کی روایت بہت کم فرماتے۔ فقہ اور اجتہاد میں بلند مقام رکھتے تھے۔ مشہور فقہی صحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ بارگاہِ رسالتؐ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جو ان گنت نعمتیں اور برکتیں ارزاں ہوئی تھیں جس قدر علم و عرفان سے آپ کو نوازا گیا تھا۔ دین و ایمان کی جو خلعت فاخرہ آپ کو پہنائی گئی تھی آپ کے قلبِ عزیز پر عالم بالا سے جن تجلیات کا ہر لحظہ نزول ہوتا رہتا تھا ان کے پیشِ نظر فخر ولد آدم، رحمت عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "لو کان بعدی نبی لکان عمر" یعنی سیدنا عمرؓ تکمیلِ انسانیت کے اس ارفع مقام پر فائز تھے جس سے آگے نبوت کا مقام ہے۔ حضرت عمرؓ کے لئے ان کی زندگی کا یہ پہلو انتہائی باعثِ افتخار و مسرت ہے کہ ان کی صاحبزادی بی بی حضرت حفصہؓ کو نبی آخر الزمانؐ نے شرفِ زوجیت بخشا اور آپ کی شہادت کے لئے مشیتِ الٰہی نے مسجد نبوی کی وہ بابرکت جگہ منتخب فرمائی جو اس کے محبوب نبیؐ کے سجدوں سے معزز و محترم تھی اور پھر ابدی آرامگاہ نصیب ہوئی تو نبی اکرمؐ کے قدموں میں عمر جو رتبہ بلند ملا جسے مل گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وحید العصر اور یکتائے روزگار فاتح تھے۔ آپ نے دس سال کے عرصہ میں بے سروسامانی اور مادی وسائل کی قلت کے باوجود ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا۔ عہد فاروقی میں ایران و روم کی متمدن ترین اور عظیم الشان سلطنتوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھر گئیں۔ ہندوستان کی سرحدوں سے لیکر شمالی امریکہ تک، اناطولیہ سے لیکر چین کی سرزمین تک پرچم توحید لہرانے لگا۔ بت کدوں سے بانگِ اذان اٹھی۔ مجوسیت کے آتش کدے سرد پڑ گئے اور نصرانیت کا جاہ و جلال خاک میں مل گیا۔ تاریخ عالم ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ مٹھی بھر مفلوک الحال بادیہ نورد چند سالوں میں روئے ارض پر چھا گئے ہوں۔ بخت نصر، جولیس سیزر اور سائرس کی شہرتِ فتوحات کا آفتاب کوکبۂ فاروقیؓ کے سامنے زرد ہو گیا۔ شانِ سکندری اور جلالِ دارائی "عجم فاروقیؓ کے سامنے دم توڑ گئی۔ نوشیرواں، سیولن، حمورابی، بزرجمہر کے قانون و انصاف کے قصے، عدلِ فاروقیؓ کو دیکھ کر سکتے میں آگئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جہاں تاریخ کے عدیم النظیر فاتح تھے وہاں انتظام و انصرام مملکت میں وہ اس سے بلند تر مسند پر فائز ہیں۔ انہوں نے نظام حکومت کی بنیاد جدید ترین خطوط پر رکھی۔ آج متمدن دنیا کے جمہوریت میں جو ادارے فلاحی مقاصد کی تکمیل میں کوشاں ہیں درحقیقت ان سب کے موسس و بانی عمر فاروقؓ تھے۔ حضرت عمرؓ کا یہ کارنامہ تاریخ کا درخشاں باب ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں آئین سیاست و حکومت مرتب کیا اور ایسا اخلاقی اور عادلانہ نظام دیا جس کی مثال تمدن و حضارت کے دورِ ترقی میں بھی نہیں پیش کی جا سکتی۔ یہی وہ مابہ الامتیاز ہے جس نے اسلام کے متعصب و بدترین مورخ سے بھی خراجِ سپاس و عقیدت وصول کیا۔ یہاں تک کہ گبن، ہٹی، ولیم میور، واشنگٹن ارونگ جیسے مستشرقین سیدنا عمرؓ کو "فاروق اعظم" لکھنے پر مجبور ہوئے اور انہیں یہ تحریر کرنا پڑا:

"Had Islam Produced Any Other Omar There would be no Religion But Islam on The Face of Earth."

نمک حلالی کا تقاضا ہے کہ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں میں خلافت راشدہ کو ایک مستقل مضمون کی حیثیت دی جائے۔ خلفاء راشدینؓ کے ایام ہائے ولادت و وفات سرکاری سطح پر منائیں اور قومی ذرائع ابلاغ اور نصابِ تعلیم میں ان عظیم شخصیات کو خصوصی اہمیت دی جائے۔

سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ

یہ محرم الحرام کا مہینہ ہے جس کی دس تاریخ ہے یہ وہ تاریخ ہے جس نے تاریخ بدل ڈالی۔ یہ وہ تاریخ ہے جب حق پرستوں نے وفا اور رضا کو کمال تک پہنچایا۔ اس تاریخ کو کوفے کے ۴۰ چالیس ہزار باشندے آلِ رسولؐ کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ یہی وہ تاریخ ہے جب اہل بیت کا خون بہایا گیا۔ محرم کی اس تاریخ کو ننھے اصغر قتل ہوئے۔ بچے ذبح ہوئے۔ عورتیں اسیر ہوئیں۔ دوش رسولؐ کے سوار کی رگِ جاں کاٹی گئی۔ اس تاریخ کو ننھے اصغر کا حلق چھیدا گیا۔ اسی تاریخ کو عباسؓ کے بازو قطع ہوئے۔ اس تاریخ کو محبانِ رسالت کے لاشے سر بریدہ ہوئے۔ محرم کی یہی وہ دس تاریخ ہے جب حسینؓ نے اصولوں کی خاطر جان دینے کی رسم ڈالی۔ یہی وہ تاریخ ہے جب فرض نے پکارا تو سیدنا حسینؓ تمام دنیاوی مصلحتوں سے صرفِ نظر کر کے کربلا کے مقتل میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ حسینؓ جو سربلندی اسلام کے لئے گھر سے بے گھر ہوئے۔ حسینؓ جس نے سرسبز علاقے کو چھوڑ کر ریگزاروں کو مسکن بنایا۔ جس کی اذانوں سے صنم کدوں میں شگاف پڑ گئے۔ جس نے شامیوں کے دربار میں ایک لمحہ گزارنا بھی گوارا نہیں کیا۔ جس نے میدان کربلا میں تپتی ہوئی ریت پر اپنے چمن کی تمام کلیاں اور پھول نچھاور کر دیئے رضی اللہ عنہ۔

۱۰ محرم، سیدنا حسینؓ کا یوم شہادت ہے۔ چودہ صدیاں گزر گئیں حسینؓ کی شہادت حسینیؓ کا واقعہ اتنے برس گزر جانے کے باوجود آج بھی اہل اسلام کے دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے حسینؓ نے جرأت و بسالت، ہمت و شجاعت استقامت و عزیمت کی جو داستان کرب و بلا کے بے آب و گیاہ صحرا میں رقم کی اسکی گونج اور گرج چودہ صدیوں سے سنی جا رہی ہے۔ حسینؓ نے ۱۰ محرم ۶۱ ہجری میں اپنے خون سے ایسا چراغ روشن کیا کہ آج تک متلاشیانِ حق اس روشنی سے ہدایت پا رہے ہیں۔ حسینؓ کا درس یہی ہے کہ منافقت کی چادر تار تار کر دو اور جب کسی بات کو سچ مان لو تو ڈٹ جاؤ، حق کے لئے اڑ جاؤ، اپنے نصب العین کے لئے کٹ جاؤ۔ چشم بینا سے یہ حقیقت مستور نہیں ہے کہ

حسینؓ، غرور شاہی کی موت بن کر حیات جاوید بن چکا ہے رضی اللہ عنہ۔

الغرض انصاف و حق پرستی کے داعی، انسانی حقوق کے سب سے بڑے مبلغ، جمہوری اقدار اور اجتماعی اتفاق کے حامی سیدنا حسین ابن علیؓ ایک کڑے امتحان سے گزرے انہوں نے حق کی پاسداری کے لئے سب کچھ لٹا دیا۔ سیدنا حسینؓ نے اپنے لہو میں نہا کر شجاعت و عزیمت کی ابدی تاریخ رقم کر دی۔ سیدنا حسینؓ نے اپنی اور اہل بیت کی قربانی دے کر باطل قوتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شکست دے دی انہوں نے حق و انصاف کی سربلندی کے لئے باطل کی قہرمانی طاقتوں کے آگے سر خم کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے حق کا پرستار بن کر کبر و نخوت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا، شاہی گھمنڈ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ ظلم و جور کی قوتوں کو شکست دے کر شرف انسانی کی اقدار کو بلند کر دیا۔ سیدنا حسینؓ کی قربانی کا امتیازی وصف یہ ہے کہ انہوں نے تحریف و تخویف کے ابلیسی ہتھکنڈوں کو حقارت سے ٹھکرا کر حق کا پرچم بلند رکھا۔

باطل کبھی نہ ٹھہرے گا ایمان کے سامنے
تا حشر ہے مثال شہادت حسینؓ کی

حسینؓ جس کی سواری دوش مصطفیٰ ﷺ ہے قرآن جس کا مدح سرا ہے۔ جو اصولوں کا نام ہے، انصاف کا نام ہے۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی قربانی کا نام ہے، اصول کے لئے جرأت کا نام ہے حسینؓ۔ نشان عزم صمیم ہے خودی کی ضرب کلیم ہے۔ نبیؐ کے فرمان کی صداقت حسینؓ کے لہو سے رقم ہے حسینؓ۔ ایک لائحہ عمل ہے مظلومیت کا حل ہے، سراپا عمل ہے حسینؓ۔ جرأت کا استعارہ ہے انوار کا مینارہ ہے حسینؓ ایک مستقل ادارہ ہے حسینؓ قرآن کا ترجمان ہے حسینؓ زندہ و جاوداں ہے رضی اللہ عنہ۔

ہمیں سیدنا حسینؓ کی یاد مناتے وقت یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ انہوں نے جن مقاصد کے حصول کے لئے قربانیاں دیں وہ آج بھی باطل کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی زد میں ہے۔ ہمارا قبلہ اول اب بھی دشمنوں کے قبضہ میں ہے۔ افغانوں کے اسلامی جذبے کو روسی ٹینکوں سے کچلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہندو برہمن کشمیری مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ سپر پاورز مسلم ممالک کو آپس میں لڑا کر اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کی فکر میں ہیں اور ہمارا وطن عزیز پاکستان خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں شہید کربلا کی یاد مناتے وقت اس عہد کی تجدید کرنی چاہیے کہ کوئی ایسی بات اور کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جو وطن عزیز کے مفاد کے منافی نتائج پیدا کرنے کا موجب بن سکے ضروری ہے کہ سیدنا حسینؓ کی ذات سے وابستگی کو امت کے لئے رشتہ اتحاد کے طور پر استعمال کیا جائے۔ رضی اللہ عنہم و من معہم

صنف نازک

از: شمس آروی، کلکتہ بھارت

صنف نازک کو دنیا نے ایک معمہ بنا رکھا ہے۔ جس کے بارے میں فلاسفروں، حکیموں، مفکروں اور شاعروں نے تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں اظہار کیا۔ مگر عورت کے متعلق صحیح نظریہ قائم کرنے کی کوتاہی و غفلت برتی، یا یہ کہ ان کی کوتاہیوں اور خامیوں کے بیان کرنے سے عورت کی تذلیل مقصود تھی، ورنہ تصویر کا ایک ہی رخ پیش کرنے سے کسی امر کے متعلق منصفانہ رائے قائم کرنا سہل نہیں۔ عقل و انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر عورت کی طبعی کمزوریاں بیان کی جائیں تو اس کے محاسن پر بھی روشنی ڈالی جائے تاکہ عورت کا صحیح مقام واضح ہو سکے۔

اس عقیدہ لاینحل کو حل کرنے کی جتنی بھی کوششیں کی گئیں یہ الجھتا ہی گیا۔ اور نتیجہ آج ہمارے سامنے دو مختلف اور متضاد نظریات موجود ہیں۔ اہل مغرب کے نزدیک عورت کی نام نہاد آزادی اور مطلق العنانی، بے حیائی، فحاشی، عریانی اور شہوت انگیزی کے مترادف ہے۔ تو اہل مشرق کے یہاں عورت ایک نیم جان مجسمہ قید و بند ہے۔ حالانکہ عورت دنیاوی معیشت میں ایک بہت ہی اہم کردار کی مالک ہے جس کے معترف سب ہی ہیں لیکن اس کے باوجود انسان کے بنائے ہوئے قوانین میں عورت کی پوزیشن ایک بے کس و مظلوم سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ جس کا لازمی رد عمل یہ ہوا کہ نسوانی دنیا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ اس کشمکش اور تاریکی میں خداوندان یورپ کی جاذب نظر نسوانی آزادی کا جادو مظلوم عورتوں کو کچھ اس درجہ مرغوب خاطر ہوا کہ وہ اس کے دام فریب میں الجھ کر یکسر اپنی عقل و تہذیب کی ہوشناکی کی آواز کا رخ کر رہ گئیں۔ اور اسی کو اپنی مطلوبہ آزادی کا معیار سمجھنے لگیں۔

حالانکہ عورت کے متعلق ان تمام متمدن ممالک کے فلاسفروں اور مفکروں کے خیالات کا ماحصل اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ عورت زیادہ سے زیادہ ایک خادمہ اور باندی ہے۔ جس کی حیثیت مال و متاع جیسی ہے۔ سقراط نے عورت کو فتنہ کہا۔ یوحنا نے عورت کو امن و سلامتی کی دشمن بتایا۔ روسو نے عورت کی تخلیق کو مرد کی خوشی کے لیے مخصوص قرار دیا۔ نرتیین نے عورت کو محض بچے جننے کی مشین سے تعبیر کیا۔ اور کسی نے یہ کہا کہ عورت کی رائے مان کر انسان کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ الغرض ان تمام ہنرمندگان عقل و خرد نے عورت کو اپنے حقیقی مقام سے محروم رکھا۔ اور اس کو اپنی مملوکہ سمجھ کر نت نئے طریقوں سے استفادہ کیا۔

لیکن افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ عورت آج بھی یورپی تہذیب و تمدن پر فریفتہ ہے۔ جہاں عورت نام نہاد ترقی کے نام پر مردوں کی عیش پرستیوں کا سامان فراہم کر رہی ہے۔ گویا اس ترقیاتی دور میں عورت علم کے زیور سے مزین ہونے کے باوجود بھی ہنوز مرد کا کھلونا بنی ہوئی ہے۔ کبھی تہذیب و فیشن کے نام پر عورت مرد کے اشاروں پر برہنہ نظر آتی ہے تو کبھی آزادی اور مساوات کی جاذبیت کے دام میں عورت ناچ گھروں، ہوٹلوں اور کلبوں کی زینت بنتی ہے۔ ایسے یورپین مرد کی خباثت نے اپنے لیے مکمل لباس میں ملبوس رہنا وضع کیا ہے مگر عورت کیلئے عریاں لباس منتخب کیا ہے۔ تاکہ وہ مردوں کو دعوت معصیت دیتی رہے۔ اس طرح آج بھی عورت مردوں کے دست تصرف سے قطعاً آزاد نہیں خواہ وہ اپنی آزادی و مساوات کے

نظامِ تخیل میں مطمئن ہی کیوں نہ ہو۔

اس واقعاتی ماحول کے پیشِ نظر خالقِ کائنات کے احکام پر نگاہ ڈالنے سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق و مراعات دیئے ہیں وہ دنیا کے کسی قانون و سماج میں نہیں پائے جاتے۔ دینِ حق کہتا ہے کہ عورت و مرد ایک جوڑے سے پیدا کیے گئے۔ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ "وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم (مرد) اُن کے لیے پوشاک ہو۔" اسلام میں عورت خادمہ و باندی نہیں اور نہ یہ کہ جس طرح چاہو اُس میں تصرف کرو۔ حقوق کے اعتبار سے دونوں کا درجہ برابر ہے۔ عورتوں کا بھی مردوں پر حق ہے۔ جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر حق ہے۔ ارشادِ باری ہے۔ "عورتوں کے ساتھ معقول برتاؤ کرو۔" گویا گفتگو اور معاملات میں عورتوں کے ساتھ نرمی اور محبت اختیار کی جائے۔ اسلامی نظریہ میں عورت کی پوزیشن مال و متاع سے بالا قرار دی گئی ہے۔ مرد کو اگر لین دین، جدول و صلح، وراثت و نکاح وغیرہ کے حقوق حاصل ہیں تو عورت کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ اگر مرد کی تعلیم شرعاً ضروری ہے تو عورت کے لیے بھی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ الغرض اسلام نے قانونی، اخلاقی، معاشرتی اور مالی معاملات میں عورت و مرد کا درجہ برابر رکھا ہے۔ آخرت میں بھی فضیلت و بلندی کا دارومدار تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھا گیا ہے۔ لیکن بعض دنیوی اعتبار سے مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے جو انسان کی دسترس سے باہر ہے۔ مرد و عورت کی ساخت اور قوتِ عملیہ مرد کی فوقیت کو از خود ظاہر کرتی ہے۔ جس پر بحث کی مطلق گنجائش نہیں۔ مرد باہر اور عورت گھر کا کارکن اور محافظ ہوتا ہے۔ لہٰذا ان معاملات میں مرد کی فضیلت آج کی مہذب دنیا میں بھی مسلّم ہے۔ "وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محترم تم میں سے وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔" یعنی مرد و عورت کی قید مطلق نہیں۔ الغرض اسلام میں مرد کو عورت کا مالک نہیں، بلکہ اس کی فضیلت صرف اس لیے بتائی گئی ہے کہ عورت کی حفاظت و کفالت کی پوری پوری ذمہ داری مرد پر عائد کر دی گئی ہے۔ ورنہ تمام دیگر معاملات میں عورت و مرد کو ایک دوسرے کا مونس و ہمدرد اور محتاج بنایا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کی نوعیت کو مختلف زاویوں سے متعین اور اونچا کر دیا ہے اور ہر جگہ عورت کو نوازا ہے۔ عورت ماں کی حیثیت سے اسلام میں ایک بلند مقام اور باعزت درجہ کی حامل ہے۔ عورت بیٹی کی حیثیت سے اسلام میں ایک خاص مقام رکھتی ہے جو دیگر مذاہب میں مفقود ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اسلام نے بیوی، بیٹی، ماں اور ہر رشتے کی عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور احترام کا حکم دیا ہے۔ بلکہ جنس صنفِ نازک کے معاملے میں احتیاط و احترام کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام نے عورت کے تمام فطری مطالبات کو تسلیم کیا ہے اور انہیں حقیقی آزادی سے نوازا ہے۔ حقِ وراثت، شوہر کے انتخاب اور اس سے بوقتِ ضرورت علیحدگی حاصل کرنے کا اختیار، تحصیلِ علم کی ترغیب اور انسانی سوسائٹی میں ایک محترم اور باوقار پوزیشن۔ یہ جملہ حقوق اسلام میں عورتوں کو حاصل ہیں۔ لیکن آج حقوق و آزادی کا معیار عورت کے نزدیک یورپ کی معصیت کوش، تعیش پسند اور مخربِ اخلاق تقلید ہے جہاں عورت رقص و سرود کی محفلوں میں جنسی لذائذ و تحریکات کا دلربا پارٹ ادا کرتی ہے۔ مردوں کی مجلسوں کو رونق بخشتی ہے۔ مشاعروں اور مذاکروں کو محوِ حیرت رکھتی ہے۔ اور ان کے دوش بدوش رہنے کا طرۂ امتیاز حاصل کرتی ہے۔ یہ عورت کی انتہائی پستی و گمراہی ہے، کہ وہ خود غرض مردوں کی ہوس رانیوں کا شکار بن کر رہ گئی اور اُس کی عظمت و منزلت خاک میں مل گئی۔

اگر عورت حقیقی آزادی اور اپنے جائز حقوق کی متمنی ہے تو یہ اسے اسلام ہی میں مل سکتے ہیں۔ دنیا کے ٹھیکیداروں نے جنسِ عورت کو ذلیل اور اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی حقوق سے محروم کرنے کی سعی پیہم کی لیکن اسلام نے نسوانی دنیا پر احسانات عظیم کیے اور ان کو رفعت و عزت عطا کی۔ لیکن افسوس کہ جو قوم داعی بن کر دینِ حق کو سربلند کرنے آئی تھی وہ دوسروں کی دعوت سے متاثر ہوتی جا رہی ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کی تائید اور قادیانیت کی تردید میں نظمیں

ہر چہ گویم حق گویم

از: شاعرِ ختمِ نبوت سید امین گیلانی

شاعرِ ختمِ نبوت الحاج سید امین گیلانی صاحب کی عمر میں خدا برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید ہمت دے کہ وہ اشعار اور نظموں کی صورت میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے ساتھ حاکمانِ وقت کے گریبانوں کو بھی جھنجھوڑتے رہیں۔ آمین محترم گیلانی صاحب نے اس عنوان پر اب تک یوں تو بے شمار نظمیں کہی ہیں لیکن ان میں سے بہت ہی اہم نظمیں منتخب کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کتابی صورت میں شائع کر دی ہیں۔ ان میں حاکمانِ وقت کے گریبانوں کو بھی پکڑ لیا ہے اور قادیانیت کا بھی خوب تعاقب کیا گیا ہے گویا اب تک اس موضوع پر کہی جانے والی کم و بیش تمام نظمیں اس کتاب میں جمع ہو گئیں۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خصوصاً جلسوں اور کانفرنسوں میں پڑھنے والے حضرات کے لیے یہ نادر تحفہ ہے کتاب خوبصورت ٹائیٹل اور عمدہ کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ قیمت صرف دس روپے ہے۔ آج ہی منگوا لیجئے کہیں دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ قیمت پیشگی روانہ فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبر: ۴۰۹۷۸

اسلام اور زیب و زینت کے معیوب طریقے

ابو شارق عمری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کی زیادتی کے لیے اپنی خلقت کو بدلنے والی (تاکہ خوبصورتی اور اپنی فطری عمر سے کم دکھائی پڑیں) گودنے وگدانے والی... بال اکھاڑنے و اکھڑوانے والی اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنیوالی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ جب یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام اُم یعقوب تھا کو پہنچی جو قرآن کی تلاوت بھی کیا کرتی تھیں تو وہ حضرت عبداللہ کے پاس آکر بولی کہ مجھے آپ کی طرف سے کیا خبر پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے وگدانے والی اور (چہرے و بھوؤں کے) بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے والی اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر لعنت کی ہے؟ حضرت عبداللہ نے جواب میں کہا جس ...... اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس پر میں لعنت کیوں نہ کروں؟ جبکہ یہ قرآن میں بھی موجود ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے دونوں دفتیوں کے درمیان جو قرآن ہے اس میں کہیں نہیں پایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا اگر تم واقعی قرآن پڑھتیں (یعنی) جیسا کہ مرد و عورت کو پڑھنا چاہیے تھا، تو تمہیں ضرور ملتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تمہیں رسول جو دیں اسے لازم پکڑ لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اس عورت نے کہا ان میں سے بعض کو تمہاری بیوی بھی کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس عورت کو اپنے گھر میں دیکھنے کیلئے بھیجا، وہ گئی لیکن اسے کوئی ایسی بات نہیں ملی۔ اس نے واپس آکر کہا ان میں سے کوئی ایسی شے میں نے نہیں دیکھی (اس پر) حضرت عبداللہ نے کہا اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔ (مسلم)

حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا فعل اللہ کو پسند نہیں۔ بہت سی عورتیں اپنی خوبصورتی کی خاطر ہاتھوں پر، چہرے پر رنگ برنگ کے پھول وغیرہ اور پیشانی پر چاند اور بہت سی تو ازخود ظلمات سے کام لیتی ہیں یہاں تک کہ اپنے ہاتھوں اور چہروں تک رنگی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بنواتی ہیں۔ اسی طرح عیسائی مرد اپنے ہاتھوں اور بدن پر صلیب کا نشان بنواتے ہیں جو دیکھنے میں بھی بھونڈا نظر آتا ہے۔ اسی طرح سے بہت سی عورتوں میں آج کل یہ مرض بہت ہو گیا ہے کہ وہ اپنی بھوؤیں باریک کرتی ہیں اور چہرے سے بال اکھاڑتی ہیں اور اپنے دانتوں میں درازیں بنواتی ہیں۔ یہ غلو آمیز زینت کی ایک شکل ہے جسے اسلام نے حرام کیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان افعال کی مرتکبوں پر لعنت فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں بہت سی عورتیں جن کے بال چھوٹے ہوتے ہیں اور اپنے بالوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کیلئے مصنوعی بال جوڑتی ہیں ایسی عورتوں پر بھی اللہ کے رسولؐ نے لعنت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے (نقلی اور واصلی) بال جوڑنے جڑوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی جعلسازی کی سخت مخالفت کی ہے حتیٰ کہ آپ نے کسی ایسی عورت کو بھی مصنوعی بال جوڑنے کی اجازت نہیں دی جس کے بال بیماری کی وجہ سے گر گئے ہوں۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر درخواست کی کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اور اس کے بال گر گئے ہیں جبکہ اس کا شوہر بالوں کو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ کے نبیؐ کیا اس کے بالوں میں جوڑ لگا دوں؟ آپ نے اس عورت کو اس فعل سے روک دیا۔

مذکورہ احادیث سے اس فعل کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور یہی مسلک جمہور محدثین و علمائے سلف کے نزدیک راجح ہے۔

بہرحال اسلام نے مذکورہ زینت کو تغییر لخلق اللہ قرار دے کر اسے حرام اور اس کے مرتکب کو ملعون قرار دیا ہے۔ نیز ایسی عورتوں کو متنبہ کردیا ہے۔ [illegible] کر آتی ہیں جن میں مردوں کے بجائے مزید بے پردگی ہوتی ہے حتیٰ کہ ان کا ہر ایک عضو صاف نظر آتا ہے جو مردوں کے میلانات کا سبب ہے۔ ایسی عورتوں کے بارے میں حدیث میں وعید بیان کی گئی ہے۔

ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی نظر آتی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضاء کھلے ہوتے ہیں جیسے سر، پیٹ اور کمر کھلی ہوتی ہو یا ایسے تنگ یا باریک کپڑے پہنیں جن میں بدن کا ہر حصہ علیحدہ نظر آئے) ایسی عورتیں سیدھی راہ سے بہکنے والی ہیں ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح جھکے ہوئے ہوں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی۔

مولانا محمد سلیم الدین شمسی کی شیریں آواز میں
قرآنی آیات کا منظوم ترجمہ
مناجاتِ مقبول
کیسٹ نمبر 1

مارکیٹ میں آگئی ہیں۔
مثنوی مولانا رومؒ کے لحن میں
آواز مولانا محمد سلیم الدین شمسی
اسٹاکسٹ
اسلامی ریکارڈنگ سینٹر
بالمقابل نعمان مسجد سبیلہ چوک کراچی

غزوۂ احزاب

ایک زوردار آندھی نے ان کے خیمے اکھاڑ دیئے

مشرکین کو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔

غزوۂ احزاب وہ عظیم اور بڑا معرکہ ہے جو حقیقت میں مسلمانوں اور یہود کے درمیان ہوا مسلمانوں کی بیخ کنی کے لیے اس غزوہ میں در پردہ یہودیوں کا ہاتھ کام کر رہا تھا اور اگر ہم تھوڑا سا ٹھہر کر موجودہ دور اور ماضی بعید کا جائزہ لیں تو ماضی بعید میں امام خیبر کے یہودی اور دورِ حاضر میں فلسطین کے یہودی نظر آتے ہیں۔ ان دونوں یہودی مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے جو سازشیں کرتے تھے بالکل اسی شکل پر مدینہ منورہ اور خیبر کے یہود نے غزوۂ احزاب کی صورت میں پیش آنے والے معرکہ کے اسباب پیدا کئے۔ اس غزوہ پر غور کرنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اگر مسلمان کتاب اللہ، سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور آپس کے افتراق و انتشار کو ختم کر دیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسی کامرانی سے نوازے گا جس سے سرفراز فرمایا گیا جو غزوۂ احزاب میں شریک مسلمانوں کو باطل کے بالمقابل حاصل ہوئی تھی

اس غزوہ میں قریش مکہ اور یہود مدینہ کا یکساں حصہ تھا لیکن ان کا مشترکہ مقصد مدینہ منورہ پر قبضہ اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنا تھا۔ (نعوذ باللہ) یہود نے مختلف قبائل اور گروہوں کو مسلمانوں کے خلاف منظم کیا اور اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کیلئے دس ہزار کے لشکر کو مدینہ پر چڑھا دیا۔ قریش مکہ کا جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف یہ تھا کہ اسلام کی دعوت کا پھیلاؤ انہیں ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ کے منافقین اور خیبر کے یہودیوں نے ان سے مل کر ایک عظیم منصوبہ اور سازش تیار کی جس میں زیادہ سے زیادہ عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف حرکت کر کے اپنے عزائم کو کامیاب کرنا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو "الکفر ملۃ واحدۃ" کے ان مختلف ارکان و اعوان کا منصوبہ معلوم ہوا تو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ منورہ کے اردگرد ایک خندق کھودنے کیلئے اکٹھے ہوئے جس کا مشورہ فنونِ حرب کے ماہر صحابی حضرت سلمانؓ نے دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ خندق کھودنے کے مشقت طلب کام میں شریک تھے۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے غزوۂ احزاب کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کھودتے اور اس کی مٹی اور پتھر اٹھاتے ہوئے دیکھا آپ ابن رواحہ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے

اللھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وان ارادوا فتنۃ ابینا

ترجمہ "اے اللہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم راہ ہدایت پر نہ ہوتے اور نہ ہی صدقہ کرتے اور نہ نماز ادا کرتے اپنی جانب سے ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما اگر ہمارے دشمن کوئی فتنہ برپا کرنے چاہتے ہیں تو ہم فتنہ گری کا منہ بند کریں گے۔

اسی دوران ایک سخت چٹان سامنے آگئی جو کدال سے نہیں ٹوٹ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کدال ہاتھ میں لی اور اللہ کا نام لیکر اس پر ضرب لگائی تو اس کے تین ٹکڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، میں اس وقت وہاں کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔ اور پھر اللہ اکبر کہہ کر فرمایا! مجھے فارس اور مدائن کے محلات بھی زیر نگیں نظر آ رہے ہیں اور تیسری بار چٹان پر چوٹ لگائی اللہ اکبر کی صدا لگائی اور فرمایا مجھے یمن کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور اب اس وقت صنعاء کے دروازے میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بعد میں یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچی کہ مسلمانوں کو ان تمام مذکورہ مقامات پر غلبہ اور حکومت حاصل ہوئی اور یہ تمام علاقے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتوحات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے زیر نگیں آ گئے۔

بنی قریظہ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا یہود کے ورغلانے پر اس سے برگشتہ ہو گئے اور یہ خبریں باوثوق ذرائع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں۔ آپ نے اس امر کی تحقیق و تصدیق کیلئے حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو ان کی طرف روانہ کیا لیکن بنی قریظہ سے ان کی ملاقات کا نتیجہ ان کا عہد توڑنے پر اصرار ہی تھا۔ دیگر قبائل کا بھی یہی رویہ تھا۔ مسلمانوں کیلئے حالات دگرگوں ہو گئے کہ ان کا ۳۰۰۰ کا لشکر دس ہزار کے مقابلے میں کیا کرے گا۔

قرآن حکیم نے اس صورت حال کو اس طرح بیان کیا ہے

"جب تمہارے دشمن تمہارے اوپر نیچے ہر طرف سے آپہنچے اور دل گلوں میں آ اٹکے، آنکھیں پھر گئیں اور تمہاری فقط اللہ سے ہی امیدیں وابستہ تھیں یہ وہ موقع تھا جب مسلمان آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور خوب جھنجھوڑے گئے"

صحیح بخاری میں ہے کہ مدینہ منورہ کے اردگرد مختلف قبائل کے جمع جتھہ ہونے کے بعد آپ نے اپنے رب سے یہ دعا کی

"اے کتاب کو نازل کرنے والے! جلد حساب لینے والے ان گروہوں کو شکست سے دوچار کر دے"

بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے مابین یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! اللہ سے عافیت کی دعا کرو اور دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اگر دشمن سے مقابلہ

کرنا پڑے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا یہ بات اچھی طرح عیاں ہو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ مذکورہ گروہ یہود اور قبائل کو آپس میں مسلمانوں کے مقابلہ میں جمع ہو جانا ایک بہت بڑی آزمائش تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسان عظیم ہوا کہ تمام باطل قوتوں کو دم دبا کر بھاگنا پڑا اور قرآن حکیم کے مطابق انکی شدید آندھی آئی کہ ان کے خیمے اکھڑ گئے اور غیر مرئی طاقتوں نے مسلمانوں کی بھرپور مدد کی جو خداوند کریم کی طرف سے نازل کردہ فرشتے تھے امام شوکانی نے مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن فرشتوں کو مومنین کی مدد کے لیے بھیجا انہوں نے دشمنوں کے خیموں کی طنابیں کاٹ دیں زمین میں گاڑی ہوئی میخیں اکھاڑ دیں ان کی جلائی ہوئی آگ بجھا دی اور پکتی ہوئی دیگوں کو الٹا دیا اور ان کے گھوڑوں کو نکلنے کیلئے راستہ نہیں مل رہا تھا۔

یہ تائید خداوندی مسلمانوں کی مکمل آزمائش اور ان کے ثابت قدمی اور ڈٹے رہنے کے نتیجہ میں حاصل ہوئی اور مسلمانوں کو یہ بات بتا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت انہیں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ کے دین کی نصرت کیلئے کمربستہ ہو جاتے ہیں اور اپنے ایمان و یقین کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں اور اس مقصد عظیم کیلئے کسی قسم کا دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

اسلام میں قانون کی حاکمیت

از: حاجی اسماعیل مجاہد، قصور

عہد قدیم سے ہی دنیا کے تمام مذاہب عدل کے قیام پر زور دیتے رہے ہیں کیونکہ معاشرتی زندگی میں امن کا برقرار رکھنا نظام عدل کی عمدہ کارکردگی پر منحصر ہے لیکن ان مذاہب کی تمام کوششیں بار آور ثابت نہیں ہو سکیں ہیں کیونکہ ان مذاہب کے پیروکار خود لسانی و نسلی تعصب کا شکار ہیں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں اور قانون کو صرف کمزور انسانوں پر ہی لاگو کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب کے پیروکار اپنے ذاتی مفاد کی غرض سے ایک دوسرے پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائی بادشاہوں اور مذہبی پادریوں کا دیگر لوگوں پر ظلم کرنا یہودیوں کی عیسائیت اور اسلام دشمنی ہندو مت میں ہندوؤں کا ذات پات کا نظام یہ سب ظلم و ستم عدل کے نام پر کئے گئے تھے ایسا کیوں ہوتا ہے۔

اصل وجہ یہ ہے کہ ان مذاہب کے پیروکاروں نے ذاتی مفاد کی غرض سے قانون کی حاکمیت کے اصول کو مجروح کر دیا جو کہ نظام عدل کی روح ہے۔

اس کے مقابلے میں اسلام نے قانون کی حاکمیت کو نظام عدل کی بنیاد قرار دیا۔ اسلام میں ملک کا صدر اور ایک گداگر دونوں ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور دونوں ہی قانون کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں یعنی کوئی بھی انسان اپنے آپ کو دیگر انسانوں سے اعلیٰ و اشرف خیال کرتے ہوئے قانون سے بالاتر نہیں سمجھ سکتا۔

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے بیشمار ایسی مثالیں آتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں کس قدر قانون کی حاکمیت کا تصور پایا جاتا ہے ہمارے سامنے نبی کریمؐ خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے ادوار کی مثالیں ہیں مثال کے طور پر حضورؐ نے بنی مخزوم کی عورت کو چوری کے الزام میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب انصار نے حضرت اسامہؓ کو سفارشی بنا کر حضورؐ کے پاس بھیجا تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا "اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا"۔

اسی طرح جنگ بدر میں جب آپؐ ہاتھ میں نیزہ لئے صفیں سیدھی کر رہے تھے تو حضرت سوادؓ کو آپؐ نے نیزہ سے ہلکا سا ٹھوک کر کہا اے سواد سیدھے ہو جاؤ۔ اس پر حضرت سوادؓ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ نیزے کی نوک سے مجھے زخم آیا ہے اس لئے میں قصاص چاہتا ہوں چنانچہ رسولؐ نے اپنا شکم مبارک ننگا کر کے حضرت سواد سے کہا نیزہ پکڑ کر بدلہ لے لو لیکن حضرت سواد نے عقیدت میں آپؐ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ ایک بار حضرت زیدؓ بن ثابت کی عدالت میں مدعا علیہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حضرت زیدؓ کھڑے ہو گئے اس پر آپ نے فرمایا اے زید یہ پہلی بے انصافی ہے کہ تم میرے لئے احتراماً کھڑے ہو گئے ہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف سخت کارروائی کرنے کو کہا جب حضرت عمرؓ نے حالات کی ناسازگاری کی آڑ میں مشورہ دیا کہ اس سال زکوٰۃ چھوڑ دی جائے تو آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم ان منکرین زکوٰۃ سے ضرور زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور حتیٰ کہ زکوٰۃ کے اونٹ کے گلے کی رسی بھی وصول کی جائے گی۔"

حضرت علیؓ نے ایک بار مال غنیمت کی انگوٹھیاں اپنے بیٹوں کے ہاتھوں سے چھین کر دوبارہ مال غنیمت میں رکھ دیں

حضرت عثمانؓ نے اپنے آپ کو دوسرے لوگوں جیسا سمجھتے ہوئے اپنے لئے باڈی گارڈ رکھنے سے انکار کر دیا اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے

ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں قانون کی حاکمیت کا تصور دیگر مذاہب سے یکسر مختلف ہے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا والوں کے سامنے

آقا و غلام، مالک و محکوم اور امیر و غریب کو ایک ہی قانون کے ماتحت کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اسلام کے زریں دور میں دنیائے اسلام میں لوگ باہم شیر و شکر رہتے تھے اور معاشرتی جرائم اس قدر کم ہو گئے تھے کہ ایک عورت حرا سے مدینہ تک اکیلی سفر کر سکتی تھی۔

لیکن آج ایک تضاد کی صورت حال ہے دنیا کے مسلم و غیر مسلم ممالک میں ہر طرف معاشرتی جرائم کی بہتات ہے اور حاکمین کی تمام کوششیں بجائے جرائم کا سدباب کرنے کے ان میں اضافہ کا باعث بن رہی ہیں۔

ایسا کیوں ہے وجہ یہ ہے کہ ہر آدمی خود قانون کی اطاعت کرنا گوارا نہیں کرتا اور قانون کو بنانے والے یا نافذ کرنے والے خود کو قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں اور بڑے بڑے جرائم میں ملوث ہونے کے باوجود قانون کی گرفت سے بچ نکلتے ہیں۔

المختصر معاشرتی امن و سکون اور ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے ہر انسان کو قانون کا احترام کرنا چاہیے۔ غیر مسلم تو جیسے مرضی کریں افسوس ان مسلمانوں پر ہے جنہوں نے اسلام کی زریں روایات کو فراموش کر دیا اور مغرب کی اندھی تقلید میں نئی نئی مکاریاں اور بدیانتیاں سیکھ کر معاشرتی امن و سکون کو تباہ کر دیا ہے۔

ذکری اور مسلمانوں کے درمیان فسادات کی اصل وجہ!

از: مفتی احتشام الحق آسیاآبادی، جامعہ رشیدیہ آسیاآباد۔ تربت مکران

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ اما بعد!

بلوچ قوم میں ذکری اور مسلمانوں میں وقتاً فوقتاً جو فسادات اور خونریزیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے منجملہ دیگر اسباب کے ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ ذکری باتفاق تمام مسلمانوں کے اسلام سے جداگانہ ایک دین ہے جس کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود ذکری فرقے کے لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ یہی ان تمام فسادات کی جڑ ہے۔ جو آئے دن ذکری اور مسلمانوں کے درمیان پیش آتے رہتے ہیں۔

ذکری کس طرح سے ایک الگ دین ہے؟

ذکری مذہب کے تمام عقائد و اعمال کا اسلامی تمام فرقوں کے عقائد و اعمال سے کوئی جوڑ اور ربط نہیں ہے۔ ذکری ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ان کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ کے برعکس "لا الٰہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ" ہے۔ ذکری نماز پنجگانہ کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اسکو گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ روزۂ رمضان المبارک کے بھی منکر ہیں شرعی زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں ایسے ہی حج بیت اللہ کے انکار کے ساتھ ساتھ اس کی توہین بھی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ذکری عقائد و اعمال کی تفصیلات پر چند علماء امت نے چند کتابیں لکھی ہیں۔ ایسے ہی زیر نظر مضمون میں بھی اس اجمال کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ذکری دین کا بانی ملا محمد اٹکی نبوت کا مدعی ہے۔

ذکری کتابوں کی رو سے ملا محمد اٹکی پیدا نہیں ہوئے بلکہ ان کا ظہور [illegible]ھ کو ہوا ہے۔ اور وہ دنیا کے طول و عرض کا چکر لگا کر تربت مکران آئے اور ایک قوم کو دین اسلام سے برگشتہ کر کے [illegible]ھ کو بمقام کوہ مراد (تربت) غائب ہو گئے۔

محمد اٹکی کے ماننے والے بھی اس کو نبی مانتے ہیں۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ میں رسول ہوں۔ بلکہ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل ہوں اور خدا کا نور ہوں۔ نور ہدایت تالیف کے ایم مراد میں زیر عنوان "نعت در شان حضرت محمد مہدی" لکھا ہے کہ ؎

کنم نظم بنیاد از مہر دین
بہ مہدی و ہادی بلاغ المبین
امام رسل پیشوائے سبل
ہمہ پیچو برگ است و او ہمچو گل
توئی اصل کائنات ہمہ انبیاء
توئی جملگی را از آنت پیشوا
شفاعت نمائی تو از کردگار
ترا زین بشارت بود در شمار
یکایک ہمہ انبیاء جمع شوند
بتو التماس شفاعت کنند
ہمہ سر فرود آورند آں چناں
شفاعت بخواہی ز رب جہاں
جہنم بود کودۂ خصم تو
بود بہتر از جملگی رسم تو

یہ اشعار قاضی ابراہیم بنگوری کے ہیں جو ذکریوں کا ایک عظیم پیشوا گزرا ہے۔ ان اشعار کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ ان کا پیغمبر تمام انبیاء کرام کا امام ہے ان کی اور دیگر انبیاء کرام کی مثال یوں سمجھیں کہ وہ میوہ ہے اور باقی انبیاء پتے کی مانند ہیں۔ قیامت کے روز تمام انبیاء ذکریوں کے پیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام سر جھکائے ہوئے ہوں گے اور مہدی اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے۔

ذکریوں کا ایک دوسرا بڑا پیشوا محمد درفشاں قمرقندی یوں مدح سرا ہے۔ ؎

رسولی کہ بر جملہ را سرور است
امین خدا تاج پیغمبر است

همہ انبیاء را جز تو افتخار
تونی بندۂ خاص پروردگار
نباشد بداں بارگاہ رفیع
بغیر از تو ایں بندگاں را شفیع
وجود عدم یافت از تو حیات
ز طوفاں نجی اللہ از تو نجات
خلیل از جواہر فروشان تو
کلیم اللہ از بادہ نوشان تو
خدارا توئی بہتریں عبد خاص
مطیع تو باشد ز دوزخ خلاص

(نوید تجلی م)

ان اشعار کا مطلب مختصراً یوں ہے کہ!

۔ محمد مہدی آپ ایسی بڑی ہستی ہیں رسولوں میں کہ سب پر سروری کرتے ہیں۔
۔ تو امین خدا ہے اور پیغمبروں کا تاج ہے۔
۔ سب انبیاء تجھ پر ہی فخر کرتے ہیں کہ تو اللہ کا ایک مخصوص بندہ ہے۔
۔ دربارِ الٰہی میں آپ کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔
۔ عدم نے وجود حاصل کیا آپ کی وجہ سے، نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات ملی آپ کی وجہ سے۔
۔ ابراہیم علیہ السلام آپ کے عطا کیے ہوئے جواہرات کا سوداگر ہے اور موسیٰ علیہ السلام تیرے ہی بادہ نوشوں میں سے ہے۔
۔ آپ کے فرمان سے جو سرکشی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم ہوتا ہے۔
۔ تو اللہ کا خاص بندہ ہے آپ کا تابعدار ہی جہنم سے چھٹکارا پائے گا۔

ذکریوں کی قلمی کتابوں میں بھی ختمِ نبوت کا انکار موجود ہے

"سیرِ جہانی" جو ذکریوں کی معروف و مشہور کتاب ہے، یہ کتاب قلمی ہے اور ان میں قلمی نسخہ کی صورت میں متداول چلا آرہا ہے۔ اس میں ہے کہ!

"فردا روزِ قیامت تا ہامت باشی و شفاعت امتہائی ہفت مرسل بکنی، کہ شفاعت دیگر پیغمبراں بدرگاہ من قبول نگردد، چرا کہ ایشاں ہر یکے یک خطا کردہ اند...... وایشاں در دنیا بہ رسولی آمدہ اند و تو بحقی نبوتان و سرور ہژدہ ہزار عالم در دنیا ہویدا شدی و بنام پاکی نام نہادہ بودی و مہدی پاک خواندیم و دیگر پیغمبراں بہ مرسلی رسیدہ اند و بپاکی نہ رسیدہ است"! (سیرِ جہانی ص۱۰)

یعنی رب العزت کی جانب سے مہدی کے لیے یہ آواز آئی کہ!

"کل قیامت کے دن تو امتوں کے لیے گواہ ہوگے اور سات رسولوں کی امتوں کے لیے شفاعت کروگے، کیونکہ روزِ حشر انبیاء کی شفاعت میرے دربار میں قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک خطا کی ہے.... یہ انبیاء دنیا میں نبی بن کر آئے اور تو خاتم انبیاء بن کر آیا اور اٹھارہ ہزار مخلوقات کے سردار بن کر ظاہر ہوگئے اور پاکی کے نام سے تمہارا نام رکھا گیا اور مہدی پاک تمہارا نام لیا اور دوسرے انبیاء درجۂ رسالت تک پہنچے لیکن پاکی کے مرتبے پر فائز نہ ہوسکے"!

محمد اٹکی نے اپنے آپ کو خاتم الانبیاء والرسل کہا ہے

ان ذکری شعراء اور اس کی امت نے جو کچھ کہا ہے وہ خود ذکریوں کے پیغمبر کی ہدایت کے مطابق کہا ہے چنانچہ سیرِ جہانی ص۹۲ میں ہے کہ اس نے کہا کہ!

"حضرت مہدی علیہ السلام فرمود دعویٰ پیغمبری ایں بندہ بقوت ہمراہی شما است۔ یعنی مہدی نے کہا کہ میری پیغمبری کے دعویٰ کی بنیاد تمہارے ساتھ ہونے کی قوت سے ہے"

اس صفحہ میں دو سطر بعد لکھا ہے کہ!

ملا محمد اٹکی نے اپنے زمانے والوں کو کافر کہا ہے

فرمانِ ذوالجلال برآں صاحب کمال و برنورِ جمال در دین کہ سید محمد مہدی منکر تو کافر است۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہدی تیرا منکر کافر ہے"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں ہے کہ!

خود را مہدی موعود میگوید
انکار خود را کافر دانند

"یعنی وہ اپنے آپ کو مہدی موعود کہتا ہے اور اپنے انکار کو کفر گردانتا ہے"

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ میں ہے کہ!

"ہمہ اقوال اسرار حق میاں مردماں بدرینہ بسر روز عیاں بیاں کرد بزبان پاک خود و مردماں آں ولادیت کے ما با درنشد کہ ختم نبوت پیغمبراں بعیاں مرسلاں است"

فرمودات مہدی صفحہ ۷ میں ہے کہ!

"دین پاک نور پاک سید محمد مہدی است ترتیب بنا خواندن ذکر اللہ نور پاک خاتم تمام نبیاں انبیا یان و مرسلان"

ان تمام عبارات میں یہ بات مشترک ہے کہ ذکریوں کے خود ساختہ پیغمبر نے خود کو نبی و رسول کہا ہے نیز اپنے لیے ختم نبوت کو ثابت کرکے دوسرے تمام ادیان اور ان کے ماننے والوں کو کافر کہا ہے۔

ذکریوں کی قلمی کتاب "فرمودات مہدی" کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ!

"بروں نور پاک محمد مہدی گفت اے یاراں در دین من جہد عظیم نمائید و زنہار خود را از دین پاک من دور مسازید کہ من مہدی پاک ام، منکر ام من و منکر دین من نشوید کہ تا در رحمت انعام الٰہی در آئید و اگر از دین من منکر گردید و امر مرا انکار کنید و از آمدن من شک باشید از کافراں گلاں در گاہ خدائے تعالیٰ باشید"

(فرمودات مہدی ص۱۴۳)

مطلب یہ ہے کہ جب نور پاک محمد مہدی نے کہا کہ اے دوستو! میرے دین میں بہت کوشش کرو، ہرگز اپنے کو میرے دین سے الگ نہ کرو کیونکہ میں مہدی

پاک ہوں۔ میرے نام و دین کے منکر ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے الگ ہو گئے اور اگر میرے دین کے منکر، میرے فرمان سے روگردان اور میرے آنے کے بارے میں شک کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حضور بہت بڑے کافر ہو جاؤ گے۔

یاد رہے کہ ذکریوں کے نزدیک تمام روئے زمین کے مسلمان کافر ہیں کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ساتھ آئیں گے جبکہ ذکریوں کے نزدیک مہدی آ چکا ہے جو آ کر گزر گیا ہے جس کا گزشتہ حوالہ جات میں جتنی عبارتیں نقل کی گئی ہیں وہ ذکریوں کی اپنی معتبر قلمی اور مطبوعہ کتب سے نقل کی گئی ہیں۔ ان میں صراحتاً یہ بات موجود ہے کہ ذکری محمد مہدی کو آخری نبی، آخری رسول، خاتم الانبیاء والمرسلین مانتے ہیں اور ان کے خود ساختہ پیغمبر نے اس کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اس کی امت نے اس پورے عرصے میں نہ صرف اس عقیدہ کو عملی طور پر اپنایا بلکہ موقع محل کی مناسبت سے اس عقیدے کی اشاعت بھی کی ہے۔

جبکہ بالاتفاق تمام امت مسلمہ کے نزدیک رسول اکرم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس اجماعی عقیدے کے برخلاف ذکریوں اور قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کا کسی ... نئے مدعی نبوت کو ماننا نہ صرف حماقت ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی چیلنج ہے۔

ذکریوں کیلئے سوچنے کی اصل بات

چنانچہ آج بھی اگر ذکری دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی غیر مسلم حیثیت کو مان لیں تو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والے بہت سے فسادات ختم ہو جائیں گے۔ مسلمان اور ذکریوں کے درمیان فساد کی بنیادی جڑ یہی ہے کہ ذکری غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اپنی غیر مسلم حیثیت کو نہیں مانتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ناواقف لوگوں اور ذکریوں کے درمیان کبھی کبھار شادی بیاہ کے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں جن کو ہمیشہ عدالتی اور عوامی سطح پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور یہیں سے آئے دن آخر فسادات رونما ہوتے ہیں۔ ذکری اپنی واقعی غیر مسلم حیثیت کو مان لیں تو خود ان کے لیے بہت ساری مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ ذکری قیادت اس پر غور کرے گی۔

قادیانیت

”انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے“

تحریر: ناہید انجم، لاہور پاکستان۔

مجذوبِ فرنگی نے بانداز فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

برصغیر میں انگریزی حکومت نے اپنے وسیع مفادات کے حصول کے لیے اور دیرینہ اسلام دشمنی کا بدلہ لینے کیلئے اسلامی تاریخ کے اس مسلمہ عقیدہ یعنی ختم نبوت کو مشکوک و مشتبہ بنانے کی گھناؤنی سعی کی۔ اس خطرناک سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انہیں پنجاب کے ضلع گورداسپور (قادیان) سے مرزا غلام قادیانی جیسی مکروہ شخصیت ہاتھ آ گئی جس نے انگریزوں کی سرپرستی میں نئی نبوت کی بنیاد ڈالی اور خود کو مہدی و مسیح موعود ظاہر کیا، گویا کہ اصل میں

”قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے“

سب سے پہلے ہمیں ایک عملی اور حقیقت پسند انسان کے نقطہ نظر سے تحریک قادیانیت کا تاریخی جائزہ لینا ہوگا۔ اور یہ دیکھنا ہوگا کہ مرزا نے یہ کفر اور شر انگیز جرأت کیسے اور کیونکر کی اس نے اسلام کی تاریخ اصلاح و تجدید کی آڑ میں کونسا کارنامہ سرانجام دیا نصف صدی کی اس پُرشور اور ہنگامہ خیز مدت کا حاصل کیا ہے؟ تحریک کے بانی نے جو ایک وسیع و مہیب کتب خانہ یادگار چھوڑا ہے اس کا خلاصہ کیا ہے؟ اور یہ کہ قادیانیت عصر حاضر کے لیے کیا پیغام رکھتی ہے؟ ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے پہلے ہمیں اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی ہوگی جس میں اس تحریک کا ظہور ہوا، یہ کس طرح بحصول علی؟ نیز انیسویں صدی کے نصف آخر میں اس کی کیا پوزیشن تھی؟ اور اس کے مسائل و وسائل کی حقیقت کیا تھی؟ اس عہد کا اصل تقاضہ کیا تھا؟

دراصل اسی زمانے میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی اس کے جلو میں نظام تعلیم تھا جو خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے عاری تھا جو تہذیب تھی۔ عالم اسلام ایمان، علم اور مادی طاقت میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس خونخوار و مسلح مغربی سامراج کا آسانی سے شکار ہو گیا اس وقت مذہب میں (جس کی نمائندگی کے لیے اسلام ہی میدان میں تھا) اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہوا۔ اس تصادم نے ایسے نئے سیاسی، تمدنی، علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کر دیے جن کو صرف طاقتور ایمان راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین... وسیع و عمیق علم غیر مشکوک اعتماد و استقامت ہی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی، اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا قبریں اور تعزیے بے محابا پجتے تھے غیر اللہ کے نام کی صاف قربانی دی جاتی تھی بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا اس کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا حکومت وقت سے مرعوب ذہنی غلامی رذالت کی حد تک مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران قوم (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی، تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی و اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا جدید تعلیم یافتہ طبقے شریعت اسلامی، تاریخ اسلامی اور اپنے معاملات سے انجان اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھے اسلامی علوم رو بہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے اس وقت عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور صحیح اسلامی زندگی اور

سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت دشمنوں پر غلبہ اور دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور سر بلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی ست

عالم اسلام کی ضرورت دین جدید نہیں کسی دور اور حال میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں، دین کے ان ابدی حقائق و عقائد اور تعلیمات پر نئے جوش کی اس لیے ضرورت تھی کہ زمانہ کے نئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جاسکے زندگی کے ان شعبوں اور ضرورتوں کے لیے (ان کا تذکرہ کیا گیا ہے) عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف شخصیتیں اور جماعتیں سامنے آئیں۔ جنہوں نے بغیر کسی دعوے اور بغیر اُمت سازی کی کوششوں کے وقت کی ان ضرورتوں اور مطالبوں کو پورا کیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو متاثر کیا انہوں نے کسی مذہب اور کسی نئی نبوت کا علم بلند نہ کیا اور مسلمانوں میں کوئی تفریق اور انتشار پیدا نہ کیا ان کی دعوت ہر خطرے سے پاک اور ان کا کام ہر شبہ سے بالاتر تھا۔ عالم اسلام نے اپنے کچھ کھوئے بغیر اُن سے نفع حاصل کیا اور مسلمان ان کی مخلصانہ خدمات سے ہمیشہ مستفید ہوتے ہیں اس کے برعکس!

ایک ایسے بحرانی دور میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی و سیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا مرزا قادیانی اپنی نئی تحریک اور دعوت کے ساتھ ڈرامائی انداز میں سامنے آتا ہے (نعوذ باللہ) نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور خود کو مسیح موعود بتلا کر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو گمراہ کرنے کے لئے انگریزوں کی شہ پر میدان عمل میں اترتا ہے حرص و ہوس کا مارا یہ خود غرض شخص دین کی آڑ میں دوسروں کو خوب لوٹتا ہے۔ بقول شاعر ؎

اگر چندہ کی حاجت ہے تو کر دعویٰ رسالت کا
بغیر اس ڈھونگ کے چندہ مہیا ہو نہیں سکتا

یہ فتنہ پرداز شخص عالم اسلام کے حقیقی مسائل و مشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم و قلم کی طاقت ایک ہی مسئلہ پر مرکوز کر دیتا یعنی (وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ اس کا شاخسانہ) مسئلہ ہے جو کچھ وقت ملتا ہے وہ حکومت وقت یعنی (انگریز) کی وفاداری اور حرمت جہاد کی دعوت کی نظر ہو جاتا گویا کہ ربع صدی کی تصنیفی و علمی زندگی اور جدوجہد کا موضوع اور اس کی دلچسپیوں کا مرکز یہی مسئلہ اور اس سلسلہ میں مخالفین سے نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی ہے ذرا سوچئے!

اس عالم اسلام میں جو پہلے سے ہی مذہبی اختلافات اور دینی نزاعات کا شکار تھا اور جس میں اب مزید کسی نزاع کے برداشت کرنے کی ہمت نہ تھی مرزا قادیانی نئی نبوت کا علم بلند کرتا ہے اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس کی تکفیر کرتا ہے اور انگریزوں کے اُس نارمو لے کے لیے راہ ہموار کر دیتا ہے جس کے مطابق وہ کہتے ہیں۔ (انگریزی)

پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو

پس انگریزوں کی خواہش کے مطابق وہ اپنے اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے درمیان ایک آہنی اور ناقابل عبور دیوار کھڑی کر دیتا ہے جس کے ایک جانب اُس کے متبعین کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو چند ہزار افراد پر مشتمل ہے دوسری طرف پورا عالم اسلام ہے جو کہ مراکش سے چین تک پھیلا ہوا ہے اس طرح اس نے عالم اسلام میں انگریز کی ایماء پر ایسا انتشار پیدا کر دیا جس کی نئی تقسیم سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا نئے مسائل اُبھرے اور نئی پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ انگریزوں کی خوشنودی کے علاوہ وہ اپنی تحریک ذاتی اغراض میں بھی بہت حد تک کامیاب ہو گیا لیکن اُس نے خاندان اور ورثہ کے لیے جیتی جاگتی ایک مُستقل دینی ریاست پیدا کر دی جس کی اندر قادیانیت کو روحانی سیادت اور مادی عیش و عشرت نصیب ہوئی۔

انگریز سے وفاداری ملت سے غداری

قادیانیوں نے اپنے طرز عمل سے خود ہی ثابت کر دیا کہ وہ انگریز حکومت کے ایجنٹ ہیں مثلاً اس تحریک کا بانی بڑے جوش سے اور بڑے فخر سے ایک انگریز گورنر کو اپنی خاندانی انگریز نوازی کا یقین ان الفاظ میں دلاتا ہے۔ کہ

ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ اسے دربار انگریزی میں کرسی ملی اور وہ پیرانہ سالی تک گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر خواہی میں مصروف رہا اگر اس کی خدمات لکھنا چاہوں تو اس جگہ سمانہ سکے اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودیوں سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اس کی ہمیشہ رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں، غم خواروں اور وفاداروں میں سمجھا پھر جب وہ سفر آخرت کو پہنچا تو ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی میرے باپ کی شامل حال تھیں اور میرا بھائی فوت ہو گیا تو میں اس کے نقش قدم پر چلا اور دونوں کی سیرتوں کی پیروی کی لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا .... سو میں نے اس کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ کو استعمال کیا .... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ ہمارا خاندان ہمیشہ سے سرکار انگریز کا بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار ہے اور گورنمنٹ عالیہ کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریز ہے .... ہمارے پاس تو الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام و راحت کا ذکر کر سکیں یہی وجہ ہے کہ میرا خاندان اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے احسانات اور فوائد کا اظہار اور بامر عقیدت و نیکی اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں میں جما دیں۔

۵۔ جو تمہیں حق سے غافل کر دے وہ دنیا ہے۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ اہل دنیا کے لئے دھوکہ پر دھوکہ ہے اور اہل آخرت کیلئے سرور پر سرور ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

۷۔ دنیا کو تن کے لئے اور آخرت کو دل کے لئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔ اس پر رشک نہ کرو کہ یہ فلاں کی طرح دنیا کھٹی نہ کر سکا رشک اس پر کرو کہ میں فلاں کی طرح اطاعت نہ کر سکا۔ امام شافعیؒ

۹۔ دنیا کے لئے صرف اتنی کوشش کرو جو دنیا میں رہنے تک کام آئے اور آخرت کیلئے اسقدر کوشش کرو کہ وہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ امام احمد حنبلؒ

حضرت مسیحؑ کی قبر
کشمیر میں نہیں

آخری قسط

۳ تفسیر درّ منثور اور اہل کشمیر کی تاریخی کتابوں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح اور حضرت مریم صلیبی واقعہ کے بعد آئے ... اور آسمان پر اٹھائے گئے۔ تاریخوں سوائی تفسیر درّ ۳

ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۲۳)

کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۱ اور کتاب شہزادہ یوزآسف کے ص ۲۳ پر لکھا ہے کہ شہزادہ یوزآسف کا باپ ہندوستان میں ایک حکمران تھا۔ اور اکمال الدین کے ص ۳۲۵ و ۳۵۹ اور کتاب شہزادہ آسف کے ص ۲۶ و ۲۸ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ یوزآسف کا وطن سرزمین "سولابط" تھا۔ اس لفظ کو لفظ صلیب سے کیا تعلق ہے۔

(۴) سید صادق حسین صاحب اٹاوی لکھتے ہیں:۔

"پس کیا تعجب کہ اجنبی زبان کا نام ہونے اور مرور زمانہ اور کثرت استعمال کے سبب سے ہندوستان میں برتھولما حواری کا نام بگڑتا بگڑتا کر بلوہر ہو گیا ہو۔"

(کشف الاسرار ص ۲۶)

یہ بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کتاب اکمال الدین کے ص ۳۲۹ اور کتاب شہزادہ یوزآسف و حکیم بلوہر کے ص ۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ یوزآسف کی عقل و علم و کمال و فکر و تدبیر و فہم و زہد و ترک دنیا کا شہرہ دور دور پھیل گیا۔ اور ایک شخص نے جو کہ اہل دین و اہل عبادت میں سے تھا۔ اس کا نام بلوہر تھا۔ یہ خبر لنکا میں سنی اور یہ شخص بڑا عابد اور حکیم دانا تھا۔ اس لئے سمندر کا سفر کیا۔ اور سولابط کی طرف آیا۔ حواری برتھولما تو ملک شام میں مرا ہے۔

(۵) قاضی ظہور الدین صاحب اکمل مرزائی نے فرمایا ہے

"پنجابی سی حرفی میں لکھا ہے" جیکر پچھیں عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی کتنی ہوئی۔ تو آکھیں جی یک سو تے ویہہ ۱۲۰

اب خیال فرمایئے کہ واقعہ صلیب تو ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا پس یقیناً اس کے بعد زمین پر زندہ رہے ہیں۔ اور ۱۲۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔

(ضمیمہ ظہور المسیح ص ۲۲ و ۲۳)

(۶) مفتی محمد صادق صاحب نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً ہندوستان تشریف لائے۔ اور قبر سری نگر میں انہیں کی ہے ....

پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔

"ایسو گول تے کچھ نہ پھول"

غالباً مرور زمانہ اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا۔ اور اصل یوں تھا کہ ایسو کول یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے۔ پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے۔ لیکن کچھ اس کی بات کھول کر۔ دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ امر پردے کے رکھنے کے لائق ہے۔ کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔"

(اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۸ و ۲۵ مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۱)

واہ صاحب واہ کیا زبردست دلیل جناب مفتی صاحب کو سوجھی ہے۔ بہت خوب

قادیانی الفاظ "ممکن ہے" کی تردید

(۱) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے ص ۲۰ کے حاشیے پر لکھا ہے۔

"ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے۔ اور مسیح نے بھی اپنی ہجرت کی طرف انجیل میں اشارہ فرمایا ہے۔ اور کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس بات پر بھی غور نہیں کرتے کہ حضرت مسیح نے کب اور کس ملک کی طرف ہجرت کی۔ بلکہ زیادہ تر تعجب اس بات سے ہے کہ وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح نے مختلف ملکوں کی بہت سیاحت کی ہے۔ بلکہ ایک وجہ تسمیہ اسم مسیح کی یہ بھی لکھتے ہیں۔ لیکن جب کہا جائے کہ وہ کشمیر میں بھی گئے تھے۔ تو اس سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ جس حالت میں انہوں نے مان لیا کہ حضرت مسیح نے اپنی نبوت کے زمانہ میں بہت سے ملکوں کی سیاحت بھی کی۔ تو کیا وجہ کہ کشمیر جانا ان پر حرام تھا۔ کیا ممکن نہیں کہ کشمیر بھی گئے ہوں۔ اور وہیں وفات پائی ہو۔ اور پھر جب صلیبی واقعہ کے بعد بیشتر زمین پر سیاحت کرتے تو آسمان پر کب گئے۔ اس کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے۔"

نوٹ:۔ یہ جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ "ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے" صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا کہ صحیح حدیث نبوی میں بھی نہیں ہے۔ اناجیل اربعہ مروجہ کے الفاظ مسلمانوں کے لئے حجت نہیں ہے۔ حضرت مسیح نے صلیبی واقعہ سے پہلے ملک شام سے ہجرت کر کے کشمیر چلے نہ صلیبی واقعہ کے بعد بہت سے ملکوں کی سیاحت کی ہے۔ تاریخ روضۃ الصفاء جلد اول ص ۱۳۰ تا ۱۳۵ میں یہ لکھا ہے کہ واقعہ صلیبی سے پہلے حضرت مسیح نصیبین کی طرف گئے تھے پھر ملک شام میں واپس گئے۔ اور یہ بھی لکھا ہے حضرت مسیح کی قبر بیت المقدس میں ہے۔

(۲) مولوی غلام رسول صاحب مرزائی کے الفاظ رسالہ "التنقید" کے ص ۲۵ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کتاب اکمال الدین جس میں یوزآسف کا ذکر ہے۔ اس کو حضرت مسیح نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہندوستان کے شاہزادوں سے ایک شہزادہ سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی یوزآسف کے نام کا شاہزادہ بھی ہو چکا ہے جس کا نام مسیح کے اسی پر رکھا گیا ہو۔ جیسا کہ سینکڑوں آدمیوں کا نام انبیاء کے نام پر ابراہیم، اسحاق، اسمٰعیل، یعقوب، یوسف، داؤد، سلیمان جیسے محمد وغیرہ بطور تفاؤل رکھا جاتا ہے۔"

مفتی محمد صادق مرزائی کی تحریر

لیڈی مسز فرو کا بیان

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۰ اپریل و ۳ مئی ۱۹۱۶ء کے ص ۱۵ پر ہے:۔

"اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست مولوی دستگیر صاحب احمدی کو جو سیالپور میں رہتے ہیں۔ ایک لیڈی مسز فرو نام نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ خود عیسیٰ مسیح بھی ہندوستان آئے تھے۔ اور ممکن ہے تھوما

کا کام دیکھنے گئے ہوں۔ تھوما خود بھی کہتے ہیں کہ مسیح نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔"

(۴)

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۱ و ۱۸ و ۲۵ مئی ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۰ پر ہے۔

جیسا کہ بعض مورخین کی رائے ہے تھوما اور اس کے بعد بار تھولومیو ہر دو صاحبان ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور مرقس نے بھی اپنے ایلچی بھیجے۔ اور ممکن ہے کہ دیگر حواری بھی آئے ہوں۔"

(۵) مولوی شیر محمد مرزائی کی تحریر

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۶۹ پر ہے:۔

"اگر یوزآسف کے قصہ کے بعض واقعات گوتم کے حالات سے ملتے ہوں۔ تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ ممکن ہے جس طرح گوتم کو بدھ (یعنی حکیم) کا خطاب دیا گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی یہی خطاب دیا گیا ہو بدھ صرف گوتم ہی کا نام نہیں گوتم سے پہلے بھی اور پیچھے بھی کئی بدھ ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح کے ہند میں آنے پر ممکن ہے کہ اہل ہند نے ان کو بھی بدھ کا خطاب دیا ہو۔"

جواب

الفاظ "ممکن ہے" کوئی دلیل نہیں ہو سکتے۔ دلیل کے بغیر کوئی بات قابل تسلیم نہیں ہوتی۔ خود مرزائیوں کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۳۴۰ پر ہے:۔

"ایک امر کا ممکن ہونا اور چیز ہے۔ اور فی الواقع اس امر کا واقع ہونا اور چیز ہے۔"

نتیجہ:۔ یہ نکلا کہ ملک کشمیر کے شہر سری نگر میں جو شاہزادہ یوزآسف کی قبر ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر نہیں ہے اور قادیانی مذہب باطل ہے۔

۳۔ جو عالم دنیا سے محبت رکھے گا اللہ کا ادنیٰ سلوک اس سے یہ ہو گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل سے فکر و ذکر کی حلاوت اٹھا لیگا۔ حسن بصری

۴۔ تمام دنیا حلال بے حساب مجھے دے دیں تو میں اسکو ایسا سمجھوں گا جیسے تم مردار کو۔ حسن بصری

اخبارِ ختمِ نبوت

مکتوب رحیم یار خان

رپورٹ: حفیظ الرحمن قاضی ایم اے

رحیم یار خان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

اکابر علماء اور عالمی مجلس کے راہنماؤں کا خطاب

رپورٹ: حفیظ الرحمان قاضی۔ ایم اے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ہو یا ۱۹۷۴ء کی تحریک ناموس ختم نبوت اہل رحیم یار خان ہر دور میں تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگانے کی خاطر تیار نظر آئے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل رحیم یار خان کی یہ خواہش رہا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے کام سرانجام دینے والی قد آور شخصیات یہاں تشریف لائیں تاکہ یہ لوگ ان کی زیارت کے لئے ساتھ ساتھ ان کے ایمان افروز خیالات سے بھی مستفید ہو سکیں۔ ان کی یہ دیرینہ خواہش مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۸۔ ۷۔ ۶ نے پوری کر دی اور شہر رحیم یار خان میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ جس سے شہر رحیم یار خان اور اس کے متصل دیہاتوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کے لئے جس مقام کا انتخاب کیا گیا وہ شہر رحیم یار خان کے سب سے قدیمی اور مشہور مرکز علوم دینیہ مدرسہ عربیہ جامعہ قادریہ کی خوبصورت مرکزی جامع مسجد تھا اس جگہ کو شہر رحیم یار خان کا دل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سارا شہر اس کے چاروں اطراف میں آباد ہے

اس عظیم الشان کانفرنس کے سرپرست امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان الحاج قاضی عزیز الرحمٰن صاحب نقشبندی تھے۔ اس کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض شہر کے ہر دلعزیز مقرر و عالم قاضی شفیق الرحمٰن سراجی نے سرانجام دیئے

مگر اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرا اگر کسی ایک شخص کے سر باندھنے کے لئے کہا جائے تو پھر وہ فرد واحد مبلغ ختم نبوت مولانا محمد احمد صاحب ہیں جنہوں نے رات دن ایک کر کے اس کانفرنس کے انعقاد کو یقینی بنایا۔ اس کانفرنس میں ملک بھر سے ممتاز دینی رہنماؤں اور جید علماء نے شرکت کی۔ اس کی تین نشستیں تھیں۔ کانفرنس کے نمایاں مقررین شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب (خان پور) سجادہ نشین دربار عالی موسیٰ زئی شریف مفتی صاحبزادہ حافظ محمد سعید صاحب سراجی (ڈیرہ اسمٰعیل خان سرحد) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب (ملتان) مولانا قاضی عبداللطیف صاحب (شجاع آباد) مولانا اللہ وسایا صاحب (ملتان) مولانا خلیل الرحمٰن صاحب (نواب شاہ سندھ) حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن صاحب مولانا شفیق الرحمان صاحب (دین پور شریف خانپور) مولانا بشیر احمد صاحب حصاروی (رحیم یار خان) اور قاضی شفیق الرحمٰن صاحب (کراچی) تھے۔

نماز جمعہ سے قبل مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری کا خطاب تھا۔ خوبصورت انداز بیان نے سامعین کو بے حد متاثر کیا۔ اور پھر رحیم یار خان کے امیر مجلس تحفظ ختم نبوت قاضی عزیز الرحمٰن صاحب تشریف لائے جمعہ کو اس مرکزی جامع مسجد کے خطیب بھی ہیں انہوں نے چند منٹ میں لوگوں کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑ ڈالا۔ آپ کلمہ حق کہتے

دیں کسی قسم کی مصلحت کے قائل نہیں انہوں نے مختصر سے وقت میں اپنے اس فرض کو بخوبی سرانجام دیا۔ نماز جمعہ کے ذرا بعد بارش اور آندھی کی وجہ سے نشست کچھ حد تک متاثر ہوئی مگر مولانا اللہ وسایا صاحب جنہیں فاتح ربوہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے انہوں نے اپنی مختصر اور دلائل سے بھرپور تقریر شروع کی تو لوگوں کا توجہ کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ اور انہوں نے اس موقع پر فاتح ربوہ ہونے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے اس وقت قادیانیت کے بھیانک چہرے سے نقاب الٹ کر رکھ دیا۔ بعد میں مولانا بشیر احمد حصاروی نے خطاب کیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی موجودہ ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

تیسری اور آخری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی اس نشست کی رپورٹ قدرے تفصیل سے پیش کی جا رہی ہے کیونکہ یہ نشست تینوں نشستوں سے اس لحاظ سے بھی اہم تھی کہ حضرت درخواستی جیسی قد آور شخصیت اور اہل علم میں بلند پایہ مقام رکھنے والی ہستی بنفس نفیس لوگوں کے درمیان موجود تھی

اس نشست کی صدارت حضرت خواجہ صاحبزادہ مفتی محمد سعید صاحب سراجی سجادہ نشین دربار عالیہ موسیٰ زئی شریف سرحد نے فرمائی۔

نماز عشاء کے بعد جیسے ہی نشست کا آغاز تلاوت کلام ربانی اور نعت رسول مقبولؐ سے ہوا حضرت درخواستی کے نواسے مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی نے اپنا بیان شروع کیا اور سیرت النبیؐ پر بڑی مدلل تقریر کی اور دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال سامعین سے بھر گیا۔ اسی دوران اسٹیج سے سیکرٹری صاحب مائیک پر اعلان کر رہے تھے کہ مسجد کے مین گیٹ سے چپکے سے ایک گاڑی داخل ہوئی ان کی نظریں جیسے ہی سامعین پر پڑیں تو سب گاڑی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے کیونکہ ہر آہٹ پر انہیں حضرت درخواستی کی آمد محسوس ہو رہی تھی۔ اور اب ان کی انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی تھیں۔ اور وہ جان چکے تھے کہ حضرت درخواستی اب تشریف لا چکے ہیں لہٰذا اسٹیج سے ... فلک شگاف نعرے لگائے جانے لگے۔ ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے پورا علاقہ گونج اٹھا اس دوران کار سے حضرت درخواستی باہر

تشریف لائے کافی ضعیف ہو چکے تھے مگر عزم جوان دکھائی دے رہا تھا۔ لوگ اپنی اپنی جگہ پر احتراماً کھڑے ہو گئے اور بغیر کسی رہنمائی کے دو رویہ قطار بنا کر کھڑے ہو گئے جسے دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ لوگوں کے اندر ابھی نظم و ضبط اور احترام ختم نہیں ہوا شرط یہ ہے کون ہے جو احترام کرانا جانتا ہے بہرحال حضرت درخواستی آہستہ آہستہ سہارے کے ساتھ چل کر سٹیج تک پہنچے۔ تو پھر انہوں نے صاحبزادہ مفتی محمد سعید صاحب سے فرمایا کہ پہلے وہ اظہار خیال کریں۔ مجمع مکمل طور پر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب صاحبزادہ صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور پھر آپ نے انقلابی طرز خطابت اپناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”ختم نبوت ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے اگر ہم ختم نبوت پر کامل یقین نہیں رکھتے پھر خواہ ہماری ساری زندگی تقویٰ اور عبادات میں کیوں نہ گزر جائے۔ تو فضول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک اس سرزمین پر ایک بھی مسلمان زندہ ہے اس وقت تک تحفظ ختم نبوت کی تحریک جاری رہے گی۔

اس کے بعد اس نشست کے مہمان خصوصی حافظ الحدیث والقرآن حضرت درخواستی کا بیان دل پذیر شروع ہوا آپ نے ابتداء میں ختم نبوت کے حق میں بہت سی قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ پیش فرمائیں اور پھر مسلمانان عالم کو فتنہ قادیانیت کی خفیہ، ظاہری، اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لیے ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہیں کر سکتے اگر ہم نبیؐ کے چاروں اصحاب رسولؐ کی عزت کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم امہات المومنین کی ناموس کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ہمارا یہ جینا کسی کام کا نہیں اللہ رب العزت کو ہماری ان بے مقصد زندگیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اب پھر وقت آ گیا ہے کہ قادیانیت کے خلاف مکمل طور پر متحد ہو جایا جائے اور وقت ہے کہ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ افغانستان کے سلسلہ میں بھی کسی قسم کی ضرورت اور قربانی سے گریز نہ کیا جائے۔

آپ نے اس موقع پر عوام کے ہاتھ اٹھوا کر عہد لیا کہ ان تمام محاذوں پر اگر ان کی جان مال اور وقت کی قربانی کے لیے پکارا گیا تو وہ سستی نہیں کریں گے۔ اس کے بعد موقع کی مناسبت سے چند قراردادیں پاس کی گئیں اور پھر مولانا کی دعا کے ساتھ یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کئی موضوعات پر دعوت فکر دیتے ہوئے اور کئی خوشگوار یادیں چھوڑ کر رات کے پچھلے پہر اپنے اختتام کو پہنچی۔

تقریب تقسیم انعامات

ترتیب: محمد انور

گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی الحمد للہ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۹۰ء بروز جمعہ بمقام گلدستہ کلب دہلی مرکنٹائل سوسائٹی میں تقریباً چار سو بچوں کو جنہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے کھالیں جمع کیں تھیں انعامات دیے گئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس میں حافظ خالد نے تلاوت فرمائی اور اس کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے بھائی نور احمد صاحب نے ختم نبوت کی اہمیت کو سامعین پر واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ اتنا اونچا کام ہے کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ختم نبوت کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کی ڈیوٹی ہے جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض بھائی فضل ربی صاحب نے انجام دیے اور مہمان خصوصی جناب فیروز شمس صاحب تھے اس کے علاوہ گزشتہ سال ہا سال سے اس علاقہ میں ختم نبوت کے لیے جو حضرات کارہائے انجام دے رہے ہیں ان میں سرفہرست قرم بھائی نور احمد صاحب، بھائی نعیم صاحب، بھائی فاروق صاحب، بھائی یوسف رشید صاحب، بھائی ذوالفقار صاحب و دیگر حضرات ہیں جن کی شبانہ روز کاوشوں سے الحمد للہ اس کام میں بتدریج ترقی ہو رہی ہے واضح رہے کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال اللہ کے فضل سے دہلی مرکنٹائل کا نتیجہ دوگنا رہا اور ہمیں امید ہے کہ یہ سلسلہ انشاء اللہ مزید ترقی کرتا چلا جائیگا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کچھ عرصہ قبل یہ کام صرف دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کی حد تک ہو رہا تھا لیکن ان حضرات کی مسلسل کاوشوں اور جدوجہد سے نہ

صرف دہلی مرکنٹائل تک محدود رہا بلکہ یہاں سے ہٹ کر ان حضرات نے اپنے دیگر دوست احباب پر بھی اس کام کی اہمیت کو واضح کیا اور دامن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑنے کی ترغیب دی اور پھر ظاہر ہے یہ اس ذات بابرکت کا مسئلہ ہے جس پر بھی واضح ہوا گیا وہ قافلہ ختم نبوت میں شریک ہوتا چلا گیا۔ اب یہاں تک کہ یہ کام، دہلی کالونی، پنجاب کالونی، اکوکن سوسائٹی، پیر الٰہی بخش کالونی تک پھیل گیا ہے اور اس کے علاوہ دیگر کراچی کے مراکز الگ کام کر رہے ہیں۔

تقسیم انعامات کے سلسلے میں جن حضرات نے تعاون فرمایا ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ان حضرات کو خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے جان مال عزت آبرو کی حفاظت فرمائے ان کی روزگار میں برکت نصیب فرمائے اور قیامت کے روز آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو (آمین)۔

جھنگ میں مسلمانوں کی فتح قادیانیوں کی شکست

رپورٹ: ساجد جھنگوی جھنگ

جھنگ میں انتظامیہ کی سرپرستی کے باوجود قادیانیوں کو شکست اور مسلمانان جھنگ کی عظیم کامیابی

مرزائی تقریباً ۲۵ سال سے جھنگ صدر کی معروف سیرگاہ "کمپنی باغ" کے ایک حصہ لیڈیز کلب میں عیدین کی نماز ادا کرتے تھے۔ انتظامیہ سے جب بھی مذاکرات کیے جاتے کہ ان کو آپ یہاں عیدین کی نماز نہ پڑھنے دیں مگر انتظامیہ حسب عادت ٹال مٹول سے کام لیتی۔ اس دفعہ بھی عید الفطر کے موقع پر علمائے کرام کے وفود ڈی سی ایس پی سے ملے مساجد میں قرار دادیں پاس کروائی گئیں کہ مرزائیوں کو اپنی عبادت گاہوں تک محدود کیا جائے اور ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ سے روکا جائے کیونکہ مرزائی دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر نہیں کر سکتے۔ مگر انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ عید الفطر گزر گئی۔ عید الاضحیٰ قریب آگئی۔ ایک دفعہ پھر مساجد میں مندرجہ ذیل عبارت میں قرار دادیں پاس کروائی گئیں۔

۹۰، ۶، ۲۲ بروز جمعہ، قرارداد

قادیانی شرعی اور آئینی طور پر اپنی تبلیغ نہیں کر سکتے اور شرعی اصطلاحات کو بھی استعمال کرنا ان کے لیے جرم ہے لیکن جھنگ میں حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی آئے دن اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں میں آگے بڑھ رہا ہے اپنی عبادت گاہوں میں اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے نہ صرف قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے بلکہ مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر رہا ہے اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ مرزائی لائبریری پارک میں عید کی نماز پڑھتے ہیں اور عید پر اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ لاؤڈ سپیکر پر کرتے ہیں اس سے مسلمانان جھنگ کے جذبات مجروح ہوتے ہیں لہٰذا انتظامیہ جھنگ سے احتجاج کرتے ہوئے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو ان کی عبادت گاہ تک محدود کیا جائے ورنہ تمام حالات کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

۹۰، ۶، ۲۳ کو وزیر اعلیٰ پنجاب، ہوم سیکرٹری، کمشنر فیصل آباد ڈویژن، ڈی آئی جی فیصل آباد ڈویژن ڈی سی جھنگ، ایس پی، اے ڈی سی جی ان تمام حکام بالا کو مندرجہ ذیل علماء نے درخواستیں ارسال کیں۔

مولانا سید صادق حسین شاہ صاحب، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جھنگ، مولانا رشید احمد مدنی مہتمم جامعہ مدینہ بنات الاسلام جھنگ، مولانا محمد رفیق خطیب جامع مسجد خورشید بلال ریوب چوک جھنگ، مولانا محمد یاسین جمعیۃ علماء اسلام، مولانا محمد الیاس بالاکوٹی خطیب سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ، حکیم اللہ بخش صدر مجلس اطباء جھنگ، مولانا غلام حسین ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ،

ان سب حضرات نے حکام بالا کو درخواستیں ارسال کیں پھر چار علماء پر مشتمل وفد نے ڈی سی، ایس پی سے ملاقات کرکے ان کو حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ قادیانی لائبریری پارک کی بجائے لیڈیز کلب میں عید پڑھتے ہیں اور وہ محفوظ جگہ ہے چار دیواری کے اندر چار دیواری ہے وہ بالکل محفوظ جگہ ہے لیکن ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ وہ اپنے مرکز ربوہ میں جو کچھ کرتے ہیں کریں۔ لیکن پبلک پارک میں ان کو اجازت نہیں ہونا چاہیے۔ مختصر یہ کہ سوموار بروز منگل تقریباً ڈیڑھ بجے دن انتظامیہ نے مسلمانوں کو بالکل جواب دے دیا کہ مرزائی لیڈیز کلب میں نماز عید ادا کریں گے۔

انتظامیہ کے اس جواب کے بعد ناظم ختم نبوت جھنگ مولانا غلام حسین نے احباب کے مشورہ سے فیصلہ کیا کہ ہم اس دفعہ مرزائیوں کو عید وہاں نہیں پڑھنے دیں گے اگر مرزائی وہاں عید پڑھیں گے تو ہم بھی عید وہیں پڑھیں گے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے بعد مساجد میں اعلان کرائے گئے ساتھ ہی رکشہ پر بھی یہ منادی کی جانے لگی کہ مسلمان نماز عید کمپنی باغ میں ادا کریں۔ مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مسلمان انتظامیہ کو کارکنان ختم نبوت کا یہ اعلان "بری طرح چبھا" انہوں نے اعلان کرنے والے تین کارکنان امجد اقبال ساجد، چوہدری محمد ندیم، محمد حنیف کو رکشہ ڈرائیور انجم سمیت گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ جب انتظامیہ سے کارکنوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا تو جواب ملا کہ ہم "اوپر کے حکم" سے مجبور ہیں۔ نہ جانے پاکستان کے مقدر کو یہ "اوپر والا حکم" کب تک سیاہ کرتا رہے گا۔ نہ جانے "اوپر" کون سی طاقت ہے جو گستاخان رسول ﷺ کا اس قدر تحفظ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ آج کل جبکہ مارشل لاء معہ اپنے "حواریوں" کے رخصت ہو چکا ہے۔ جمہوریت اور آئین بحال ہو چکا ہے نہ جانے کیوں مارشل لاء کے "گماشتے" ایک مرتبہ ملک و قوم کو سیاہ اندھیروں میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

بہرکیف کارکنان ختم نبوت کے اعلان سے انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی۔ ایس پی ڈی سی اور ڈی آئی جی تک ٹیلی

فون کر کے کہنے لگے کہ "مسلمان جاگ اٹھا ہے اور مرزائیوں کو قانون کی لگام چڑھانا چاہتا ہے"۔ رات دس بجے ایس، ایچ او نے "مجبوراً" ناظم ختم نبوت مولانا غلام حسین سے رابطہ کیا اور کہا کہ مولانا آپ عید وہاں نہ پڑھائیں مولانا نے جواب دیا بھئی ہمارا تو مطالبہ یہ ہے کہ مرزائیوں کو عید وہاں نہ پڑھنے دیں۔ اس نے وعدہ کیا کہ یہ مرزائیوں کو وہاں عید نہیں پڑھنے دیں گے۔ آپ بھی نہ پڑھیں مولانا نے بھی یقین دلایا کہ اگر مرزائی نہیں پڑھیں گے تو ہم بھی نہیں پڑھیں گے۔ کارکنان جن کا دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دفعہ ۱۸۸ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا ان کی رہائی کا جب مطالبہ کیا گیا تو جواب ملا کہ انہوں نے جرم کیا ہے گویا "اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے پاکستان" میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پرچار جرم قرار پایا۔ ناظم ختم نبوت مولانا غلام حسین نے مرکزی دفتر میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن سے رابطہ کیا۔ مولانا صاحب نے ڈی آئی جی، اوڈی سی، ایس پی کو حالات کی نوعیت بتلا کر کہا کہ ہمارے کارکنوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ ساتھ ہی مولانا غلام حسین نے ایڈیٹر "لولاک" مولانا طارق محمود سے بھی رابطہ کیا مولانا صاحب نے بھی یقین دلاتے ہوئے کہا کہ میں ڈی آئی جی، ڈی سی، ایس پی سے رابطہ کرتا ہوں اگر وہ نہیں مانتے تو میں خود جھنگ آ رہا ہوں۔ غرض اللہ رب العزت کے فضل و کرم آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت اور تائیدین ختم نبوت کی محنت کے نتیجہ میں کارکنان ختم نبوت کو ۳ جولائی عید والے دن بعد از نماز ظہر ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ کارکنوں کے ایک رات حوالات میں گزارنے کا فائدہ یہ ہوا کہ مرزائی جو گذشتہ ۲۵ سال سے عیدین کی نماز ملک پارک میں پڑھ رہے تھے۔ اس پر پابندی لگ گئی۔

مسلمانوں کی کامیابی

ملتان اور فیروزہ سے

قادیانی عورتوں کی لاشیں

غیر مسلموں کے قبرستان میں دبادی گئیں

ملتان ۱۷ جولائی (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے مطالبہ پر قادیانی عورت کی لاش کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال دیا گیا جسے اس کے ورثاء نیل کوٹ لے گئے۔ تفصیلات کے مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۰ء کو محلہ رسول پورہ ریلوے روڈ کی ایک مرزائی عورت مسماۃ نفیزہ بیوہ مقبول احمد انتقال کر گئی جسے پرویز، طارق اور طاہر وغیرہ نے رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے قبرستان حسن پروانہ میں دفن کر دیا جس پر اہل محلہ میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور ملتان کے صدر شیخ عبدالجبار کو صورت حال سے آگاہ کیا جس پر شیخ عبدالجبار نے فوری طور پر اپنے ایک اخباری بیان میں مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ قادیانی عورت کی لاش کو فوری طور پر مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا جائے صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر ۱۳ جولائی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا عزیز الرحمان جالندھری، شیخ عبدالجبار، سید کفیل شاہ بخاری، علامہ عبدالحق مجاہد، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، مولانا غلام فرید، نواب دین، شیخ عبدالرشید اور حاجی معراج دین کے علاوہ بڑی تعداد میں علماء نے شرکت کی اجلاس کے فیصلہ کی روشنی میں شیخ عبدالجبار اور معراج دین نے ۱۴ جولائی کو ڈپٹی کمشنر ملتان سے ملاقات کی اور ایک درخواست کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ قادیانی عورت کی لاش کو مسلمانوں کے قبرستان سے فوراً نکالا جائے۔ جس پر ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر نے ان کے ورثاء کو طلب کیا اور ان پر دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی والدہ کی لاش کو فوری طور پر مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر لے جائیں۔ مقامی انتظامیہ کے حکم کی تعمیل پر اس کے ورثاء ۱۵ جولائی کو لاش قبرستان حسن پروانہ سے نکال کر نیل کوٹ لے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے صدر شیخ عبدالجبار اور اجلاس میں شریک علماء کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں ڈپٹی کمشنر اور اے سی ملتان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مقامی انتظامیہ نے اپنے حسن تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت حساس مسئلہ کو خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے

رحیم یار خان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اطلاع کے مطابق ایک ہفتہ قبل چک نمبر ۷ فیروزہ تحصیل لیاقت پور کے قبرستان میں قادیانیوں نے ایک بھیانک سازش کے تحت قادیانی عورت کو دفن کر دیا۔ جس کی اطلاع ملتے ہی مذہبی حلقوں اور اہل علاقہ میں زبردست تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ممتاز عالم دین سید حامد علی شاہ سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیروزہ نے انتہائی فہم و فراست سے معاملہ کو آئینی طریقے سے حل کرنے کے لیے اور علاقے کو بدامنی اور انتشار سے بچانے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام اور دیگر مذہبی سیاسی اور سماجی راہنماؤں سے ملاقات کر کے المرکز جامعہ مدینہ فاروق اعظمؓ رحیم یار خان میں ایک اہم اجلاس کا انتظام کیا جس میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام سیاسی اور سماجی راہنماؤں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس میں اس مسئلے کو قانونی طریقے سے حل کرنے کیلئے متفقہ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

جامعہ مدینہ فاروق اعظمؓ رحیم یار خان کے چیئرمین اور ممتاز عالم دین مولانا قاری عباداللہ شفیق جامعہ حنفیہ

باقی صفحہ ۲۷ پر

رُوح افزا لیموں

برسات میں سب کے لیے موزوں

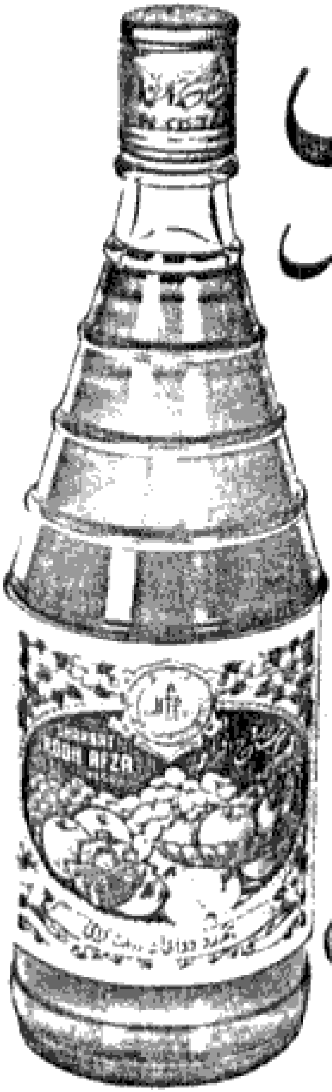
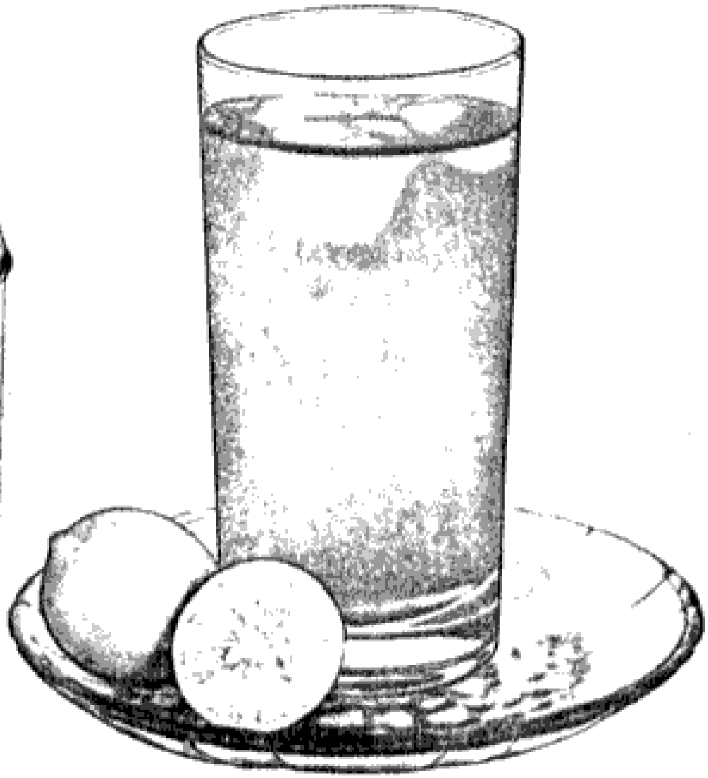

رُوح افزا کو لیموں کی اضافی لذّت سے لذیذ تر بنائیے

موسم بدلے تو انسانی مزاج بھی ذائقے میں تبدیلی چاہتا ہے۔ برسات سے پوری طرح لطف اٹھانے اور موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے رُوح افزا میں لیموں کا تازہ رس شامل کیجیے اور ایک نئے ذائقے کا لطف اٹھائیے۔

یہ رُوح افزا سکنجبین آپ کے ذوق اور ذائقے کو تسکین فراہم کرے گی اور جسم و جان کو سکون اور فرحت بخشے گی۔

رنگ، خوشبو، ذائقے، تاثیر اور معیار میں بے مثال

مشروبِ مشرق رُوح افزا

رُوحِ پاکستان

ادارۂ اخلاق

خدمتِ خلق رُوحِ اخلاق ہے

بقیہ: مسلمانوں کی کامیابی سے

کے مہتمم علامہ عبدالرؤف ربانی، دارالعلوم فاروقیہ کے مہتمم مولانا حافظ محمد اکبر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا احمد بخش شجاع آبادی، قاری امداد اللہ صدر علماء کونسل مدینہ محمدیہ رضویہ مدنی مسجد کے مہتمم مولانا غلام سیرانی دارالعلوم فاروق اعظم بہاول پور کے مہتمم علامہ فاروق احمد قادری خواجہ محمد اشرف خلیفہ مہدی شریف کے علاوہ علاقے کی اہم شخصیات نے حضرت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن ناظم جامعہ قادریہ رحیم یار خان اجلاس میں شرکت کی۔ بعدازاں ان علمائے کرام نے ایک وفد کی صورت میں ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان سے ملاقات کرکے انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اے سی لیاقت پور کو آرڈر جاری کیا کہ فوری طور پر قادیانی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ گذشتہ روز مجسٹریٹ لیاقت پور جناب اللہ یار خان انصاری کی نگرانی میں قادیانی عورت کی نعش مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کر دی۔ اس موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا احمد بخش، سید حامد علی شاہ، مولانا محمد اسماعیل سعیدی، ڈاکٹر محمد طفیل، عبدالغفور، چوہدری لیاقت علی کونسلر چک نمبر ۶۷ ماسٹر محمد الطاف، محمد اشتیاق ایڈووکیٹ، ماسٹر غلام حسین، حاجی حفظ الرحمان فیروزہ، قاری محمد ہاشم فیروزہ، محمد ابراہیم چک نمبر ۶۷، شیخ برکت علی، حاجی محمد شفیع نمبردار، طالب حسین، مختیار احمد، محسن رضا، راؤ کرامت علی، صوفی حامد علی، اللہ وسایا بھی موجود تھے جو اس جدوجہد میں انتہائی سرگرم عمل رہے۔ مولانا احمد بخش شجاع آبادی نے انتظامیہ کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ جس کی وجہ سے علاقہ بدامنی اور انتشار سے محفوظ رہا۔

قادیانیوں کے خلاف مقدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما خان اکرام اللہ خان کی درخواست پر شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کے قادیانی لیڈر جنرل مینیجر فاروق احمد صدیقی اور پی آئی آر او کریم الدین قادیانی کے خلاف دعوت افطار کے کارڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ تحریر کرنے پر تا۔ پی آرڈیننس کی دفعہ پی پی سی ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے ملزمان فرار ہو گئے ہیں یاد رہے کہ شاہ تاج شوگر ملز کی قادیانی انتظامیہ کی جانب سے دعوت افطار کے دعوتی کارڈ تقسیم کئے اور دعوتی کارڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ تحریر تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مداخلت پر افطار پارٹی منسوخ کر دی گئی تھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ایم خواجہ رشید، سیکرٹری جنرل ملک محمد یامین قادری، احمد یونس ایڈووکیٹ، حاجی عبدالغفار گوندل ایڈووکیٹ، مولانا حافظ محمد نذیر، مولانا قاضی منظور الحق ایم اے، مولانا عبدالقادر افغانی، ختم نبوت یوتھ فورس کے رہنما صفدر عباس باجوہ، ملک مظہر محمود، ملک محمد اشتیاق، ملک محمد سرفراز طاہر اور محمد امین جمیل نے اسسٹنٹ کمشنر سلیم شیر افگن کیانی، ڈی ایس پی سرکل سید زوار حسین شاہ، سٹی مجسٹریٹ راؤ غلام حسین، علاقہ مجسٹریٹ محمد آصف قریشی کی بروقت کارروائی سے علاقہ کا امن تباہ ہونے سے بچ گیا ہے۔ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملزموں کو فی الفور گرفتار کیا جائے خیال ہے کہ ملزمان اس سے قبل بھی اسلامی شعائر کی بے حرمتی کے الزام میں گرفتار رہ چکے ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ جھوٹ کا پلندہ ہے

مولوی فقیر محمد

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے ایمنسٹی انٹرنیشنل لندن کی سالانہ رپورٹ برائے ۱۹۸۹ء کو من گھڑت بے بنیاد اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے جس میں قادیانی اُمت کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں لکھا گیا ہے انہوں نے کہا کہ مرزا غلام قادیانی جعلی نبی کی اُمت کو عالم اسلام اور پاکستانی مسلمانوں کے مطالبہ پر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور عالمی مجلس کی تیسری تحریک پر ایک آرڈیننس کے تحت ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی اور اسلامی شعائر استعمال کرنے سے روک دیا تھا خلاف ورزی کی صورت میں ۲۹۸/ب اور ۲۹۸/ج تعزیرات پاکستان کے مقدمات درج کیے جا رہے ہیں اور سماعت کے بعد قصور وار قادیانیوں کو عدالتیں سزائیں سناتی ہیں جبکہ قادیانی جماعت اور خدام الاحمدیہ کے تخریب کار دہشت گرد ملک میں امن و امان خراب کرتے ہیں اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسلمانوں سے بدلہ لیتے ہیں مولوی فقیر احمد نے کہا کہ پاکستان میں انسانی حقوق کمیشن جو ذیلی تنظیم ہے اس میں مرزائی غیر مسلموں کی اکثریت ہے جس میں ظفر چوہدری بھی شامل ہے جو غلط رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں جبکہ قادیانی کمانڈو ربوہ نے جڑانوالہ کے چک نمبر ۵۶۳ گ ب ننکانہ میں تو قرآن پاک نذر آتش کیے مسلمانوں کے لیے اجتماع پر ان پر گولیاں چلائی گئیں دو دفعہ اجتماع اپریل ۸۹ء اور جولائی ۸۹ء میں ہوئے قادیانیوں کی گولی سے ایک مسلمان شہید اور تین شدید زخمی ہو گئے اس طرح چک نمبر ۳ سکندر کھاریاں میں قادیانیوں نے گولی چلا کر ایک مسلمان کو شہید اور دو کو زخمی کر دیا جبکہ سرگودھا میں قادیانی نے مسلمانوں پر حملہ کرکے کئی کو شدید زخمی کر دیا اور فیصل آباد کے چک نمبر ۱۲۱ ر ج ب گھوکووال میں ۸۹ء میں دو مسلمان نوجوانوں پر قاتلانہ حملہ کیا جبکہ ایک شدید زخمی ہوا اور اس کو دو دفعہ لاہور علاج کے لیے منتقل کیا اس طرح ملک کے دوسرے شہروں میں قادیانیوں نے مسلمانوں پہ حملے کئے۔ اور ملک میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے کی ناکام کوشش کی جس کی جرأت اور بہادری کے ساتھ روک دیا گیا ایمنسٹی انٹرنیشنل کو قادیانیوں کی بڑی فکر رہتی ہے۔ کیونکہ انگریزوں نے جہاد کو حرام قرار دینے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا تھا۔ اس لیے مرزا طاہر لندن میں بیٹھ کر مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے اور ایم ایم احمد قادیانی عالمی بنک میں اور قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام عرف سام اٹلی میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف کام کر رہے ہیں اسی طرح نسیم احمد قادیانی اقوام متحدہ میں بیٹھ کر امریکہ اور اسرائیل کو پاکستان کے راز خفیہ طور پر منتقل کرکے ملک سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں اور قادیانیوں کا یہ چار کا ٹولہ ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبدالسلام، نسیم احمد قادیانی اور مرزا طاہر احمد ملک سے باہر بیٹھ کر پاکستان کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی جماعت انجمن احمدیہ ربوہ کو خلاف قانون قرار دے کر اس کے تمام اثاثے اور فنڈ ضبط کر لیے جائیں اور خدام الاحمدیہ کے غنڈوں کو گرفتار کرکے تمام اسلحہ واپس لیا جائے اور مسلمان نوجوانوں کو نوکری کے لیے قادیانی بیعت فارم بھروا کر کینیڈا اور جرمنی بھیجنے کا سلسلہ بند کرنے کے لیے مرتد کی شرعی سزا قتل کا قانون نافذ کرکے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا جائے۔ (نوٹ) نسیم قادیانی مر چکا ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

کا نصب العین اور اغراض و مقاصد

○ تبلیغ و اشاعت اسلام حدیث "ما انا علیہ و اصحابی" کی روشنی میں۔
○ اصلاح عقائد و اعمال صحابہؓ و تابعینؒ و ائمہ دینؒ کی نشاندہی کے مطابق ○ تربیت اخلاق
○ بالخصوص تحفظ عقیدہ ختم نبوت جس کیلئے مندرجہ ذرائع اختیار کیئے گئے ہیں۔

ا۔ مبلغین و داعیان اسلام کا تقرر۔ (ب) شعبہ نشر و اشاعت (ج) دینی مدارس کا قیام اور انکی تنظیم۔
(د) تعلیم بالغاں (ر) تعلیم نسواں

الحمد للہ! اس وقت پچاس سے زائد مبلغین اندرون ملک و بیرون ملک سرگرم عمل ہیں اور بیسیوں دینی مدارس قائم ہیں

شرائط رکنیت

ہر عاقل و بالغ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان شرائط کی پابندی کا اقرار کرے۔

(۱) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد، نصب العین اور طریق کار کو سمجھ لینے کے بعد اس بات کا اقرار کرے کہ مجلس کے دستور کے ساتھ پوری طرح متفق ہے اور اسکے مطابق جماعتی نظام کی پوری طرح پابندی کرنے کیلئے تیار ہے۔ (۲) وہ تمام ایسی رسومات و عادات سے اپنی زندگی کو پاک کرنے کی کوشش کریگا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کے خلاف ہوں۔ (۳) وہ کسی ایسے ادارے یا جماعت کا رکن نہیں بنے گا جس کے عقائد و نظریات اور اصول و مقاصد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقاصد اور طریق کار کے خلاف ہوں۔ (۴) وہ نیا سال شروع ہونے پر کم از کم ایک روپیہ مجلس کے بیت المال میں جمع کرائے گا۔ (۵) جو صاحب یکمشت یکصد روپیہ عنایت فرمائیں گے وہ تا زیست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن متصور ہوں گے۔

رابطہ کیلئے: دفتر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر: ۴۰۹۷۸